ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

1

جنوری 2003ء
ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ

- امریکہ، یورپ کشمکش
- اُسامہ کی تلاش
- مُسلماں کو مُسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے

- فوج کے نام سیدنا عمرؓ کا خط
- نامور محقق، ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم
- ایمل شہید کا پیغام

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ
کے جواہر کے پارے

نورِ ھدایت

القرآن:

''جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں۔ وہ اس تجارت (کے فائدے) کے امیدوار ہیں۔ جو کبھی تباہ نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی دے گا۔ وہ تو بخشنے والا (اور) قدر دان ہے۔''

(سورۃ فاطر ۲۹۔۳۰)

الحدیث:

''حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہمسائے کا حق یہ ہے کہ وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کی جائے۔ اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔ اگر وہ ادھار مانگے تو اسے قرض دے۔ اگر اس کے پاس لباس نہ ہو تو اسے کپڑے پہنائے۔ اگر کوئی خوشی اسے حاصل ہو تو اسے مبارک باد دے۔ اگر کوئی مصیبت اس پر طاری ہو تو اسے تسلی دے اور اپنے مکان کو اس کے مکان سے اونچا نہ کرے تاکہ وہ ہوا سے محروم نہ رہے۔ اور اپنے چولہے کے دھوئیں سے اسے ایذا نہ دے۔''

(طبرانی)

علم و ادب:

''اگر تم مفلس و تہی دست ہو تو یہ نہ سمجھو کہ صدقہ مال ہی پر منحصر ہے اور ہم اس سے معذور ہیں۔ نہیں اپنی عزت و جاہ، آرام و آرائش، قول و فعل غرض جس پر بھی تمہیں قدرت ہو اسے اللہ کے نام پر خرچ کرو۔ مثلاً بیمار کی عیادت، جنازے کے ساتھ جانا اور حاجت کے وقت محتاج کی مدد کرنا۔ مثلاً کسی مزدور کا بوجھ بانٹ لینا یا سہارا لگا دینا یا سعی و سفارش سے کسی کا کام نکلوا دینا، نیک بات کہنا یعنی ہمت بندھانا، ڈھارس دلانا وغیرہ۔ سب امور صدقہ ہی میں شمار ہوتے ہیں اور یہ ایسے صدقات ہیں جن کے لیے مال دار ہونے کی ضرورت نہیں۔''

(امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

Regd:M.No.32

جلد ۱۴ شمارہ ۱ جنوری ۲۰۰۳ء ذیقعد ۱۴۲۳ھ

بانی

ابن امیر شریعت خطیب بنی ہاشم محسن احرار

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

سید الاحرار حضرت امیر شریعت

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

چودھری ثناء اللہ بھٹہ

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبد اللطیف خالد چیمہ

سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ

محمد عمر فاروق

زرتعاون سالانہ

اندرون ملک 150 روپے

بیرون ملک 1000 روپے پاکستانی

فی شمارہ: 15 روپے

ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

تشکیل

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	۲
افکار:	امریکہ، یورپ کشمکش	سید یونس الحسنی	۴
// //	مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے	مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی	۸
// //	اُسامہ کی تلاش	محمد احمد حافظ	۱۳
شخصیات:	نامور محقق، منفرد سیرت نگار، ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم	مولانا مجاہد الحسینی	۱۶
// //	ایمل شہید کا پیغام	سید یونس الحسنی	۱۸
دین و دانش:	فوج کے نام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام	حافظ محمد الیاس	۲۱
// //	دنیا کی بے ثباتی	مولانا مشتاق احمد	۲۸
// //	ذکر----اطمینانِ قلب	عبد الرحمٰن جامی نقشبندی	۳۱
حسنِ انتخاب:	امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے جواہر پارے	(ادارہ)	۳۳
نقد و نظر:	مولانا سید حسین احمد مدنی، ڈاکٹر اسرار احمد اور مجید نظامی		۳۷
حسنِ انتقاد:	تبصرہ کتب۔ سید یونس الحسنی / شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	پروفیسر خالد شبیر احمد	۳۸
ردّ قادیانیت:	اکابر اسلام اور قادیانیت (قسط ۱۱)	عینک فریکی	۴۲
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات ان کی		۴۷
شاعری:	مناجات/نعت۔ (حضرت سید ابوذر بخاریؒ)		۴۹
	بازارِ سیاست (شورش کاشمیریؒ) ایمل کاسی کی شہادت		تا
	پر (سید کاشف گیلانی) کی پے کر دے او (ہائیکو		۵۲
	پنجابی نظم (شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی)		
اخبار الاحرار:	احرار رہنماؤں کی سرگرمیاں	ادارہ	۵۳
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	۵۴

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

دل کی بات

مدیر

''حمیّت نام تھا جس کا'' ....!

ابھی ڈاکٹر عامر عزیز کو رہا ہوئے چند ہی دن گزرے تھے کہ لاہور میں امریکی ایجنسی ''ایف بی آئی'' نے ایک آپریشن کے ذریعے ڈاکٹر احمد جاوید خواجہ اور ان کے بھائی احمد ندیم خواجہ سمیت خاندان کے 9 افراد کو القاعدہ سے تعلق کے الزام میں گرفتار کرا لیا گیا۔ بعد میں خاندان کے دیگر افراد کو رہا کر دیا گیا۔

ایک انگریزی اخبار کے مطابق ''ایف بی آئی نے اس آپریشن سے آئی ایس آئی کو بھی بے خبر رکھا'' وزیر اعظم جمالی نے اخبار نویسوں کے استفسار پر فرمایا کہ ''لاہور آپریشن جیسے واقعات آئندہ نہیں ہوں گے'' وزیر اطلاعات شیخ رشید احمد نے کہا کہ ''انہیں اس آپریشن کا پہلے سے علم نہیں تھا۔ مسلم لیگ (ق) کے پارلیمانی لیڈر چودھری شجاعت حسین نے اس واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت ہے'' البتہ نیب کو مطلوب ہمارے ''منیجی'' وزیر داخلہ فیصل صالح حیات نے اچھوتی ہانکی کہ ''اس واقعے پر افسوس کرنے کی بجائے ہمیں شاباش دینی چاہیے کہ ہم دہشت گردوں کو پکڑ رہے ہیں'' اس سارے قصے میں دو باتیں نمایاں طور پر سامنے آئی ہیں کہ وزیر اعظم سے لے کر وفاقی وزرا، وزیر اعلیٰ اور گورنر پنجاب تک ہماری حکومت کے ذمہ دار کتنے بے خبر اور بے حس ہیں کہ لاہور آپریشن سے پہلے انہیں اس بارے میں کچھ علم نہ تھا اور آپریشن کے بعد ایف بی آئی والوں سے باز پرس کرنے کی انہیں ہمت تک نہیں ہوئی۔ دوسری بات یہ کہ غیر ملکی ایجنسیاں پاکستان میں مداخلت کے حوالے سے کتنی دیدہ دلیر ہو چکی ہیں کہ وہ کسی بھی قسم کا اقدام کرنے کے لئے ہماری حکومت سے اجازت لینا تو درکنار اسے مطلع کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کرتیں۔ اس سے نومنتخب جمہوری حکومت کی خود مختاری اور مضبوطی کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے برعکس سرحد حکومت کا فیصلہ قابلِ قدر و تحسین ہے۔ وزیر اعلیٰ اکرم درّانی نے واضح طور پر کہا ہے کہ ''ہم صوبہ سرحد میں ایف بی آئی کو آپریشن کی اجازت نہیں دیں گے۔ ہم اپنے اندرونی معاملات خود حل کریں گے اور کسی غیر ملکی ایجنسی کو مداخلت یا اقدام سے روکیں گے''۔ اُدھر امریکی نائب وزیر خارجہ کرسٹینا روکا نے گزشتہ دنوں دورۂ پاکستان کے موقع پر کہا کہ ''ہمیں طالبان رہنماؤں کی پاکستان میں موجودگی کے ثبوت نہیں ملے''۔

حیرت ہے کہ اس اعتراف کے باوجود امریکی ایجنسی پاکستانی شہریوں کو دہشت گردی کے الزام میں گرفتار کر کے اذیتیں اور تکالیف پہنچا رہی ہے۔ ڈاکٹر احمد جاوید خواجہ نے بتایا کہ ''انہیں حراست کے دوران طرح طرح سے اذیتیں دی گئیں۔ ہاتھ پشت پر باندھ دیئے، منہ پر ماسک چڑھا دیئے۔ فحش گالیاں اور دھمکیاں دی گئیں۔ انہیں نماز تک پڑھنے کی اجازت نہیں دی اور انہوں نے اسی حالت میں نمازیں پڑھیں'' یہ صورت حال شرمناک بھی ہے اور افسوس ناک بھی۔ اور اعیانِ حکومت کے لئے لمحۂ فکریہ بھی۔ ہمیں اُمید ہے کہ وزیر اعظم جمالی اپنے بیان کی روشنی میں آئندہ ایسے واقعات کا اعادہ نہیں ہونے دیں گے۔ ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ....

''حمیّت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے''

عراق پر ممکنہ امریکی حملہ: متحدہ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل اور جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ ''عوام

نے مجلس عمل کو امریکی جارحیت کی مذمت کی وجہ سے ووٹ دئے ہیں۔ہم عوام کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے۔انہوں نے کہا کہ مجلس عمل ۳ر جنوری کو عراق پر ممکنہ امریکی حملے کے خلاف احتجاجی مظاہرے کرے گی''۔

مجلس احرار اسلام کے قائد و امیر مولانا سید عطاء المہیمن بخاری نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ ''عراق ــــ امریکہ کے لئے تر نوالہ نہیں بنے گا اسے عراق میں مختلف نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔امریکہ مسلمانوں پر مظالم بند کرے۔وہ تشدد کے ذریعے اپنی قبر خود کھود رہا ہے''

امریکہ ــــ پوری دنیا میں مسلمانوں اور مسلم ممالک پر ظلم و تشدد کر رہا ہے۔افغانستان کے بعد اب عراق پر حملے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔بدمعاشی کی انتہا یہ ہے کہ امریکی مطالبے پر اقوام متحدہ کی انسپیکشن ٹیم کو عراق نے تحقیق و تفتیش اور تلاشی کے لئے اپنے ملک میں آنے کی اجازت دی اور انسپیکشن ٹیم نے دورے کے اختتام پر اپنی رپورٹ میں اعتراف کیا کہ ہمیں عراق میں کہیں بھی جوہری اور کیمیائی ہتھیاروں کی کوئی فیکٹری ملی نہ ذخیرہ ــــ مگر امریکی اہلکاروں نے یہ رپورٹ اقوام متحدہ میں پہنچنے سے پہلے ہی چوری کر لی جس پر کوفی عنان نے بھی احتجاج کیا۔اس احتجاج کو ایک بے بس کی نحیف چیخ کے سوا دوسرا کیا نام دیا جا سکتا ہے۔وہ امریکہ، جسے عراق کے معصوم و بے گناہ بچوں اور شہریوں کی چیخیں سنائی نہیں دیتیں جس نے ہنستے بستے افغانستان کو آن واحد میں کھنڈرات میں تبدیل کر دیا اور معصوم بچوں اور عورتوں کو چیخنے اور سسکنے کی بھی مہلت نہ دی ایسے سفاک پر کوفی عنان کے ''مجرمانہ احتجاج'' کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔امت مسلمہ پر امریکہ ظلم تو کر رہا ہے لیکن اسے یاد رکھنا چاہئے کہ ..... ''اب ظلم کی میعاد کے دن تھوڑے ہیں''ہمیں اُمید ہے کہ متحدہ مجلس عمل اور اس سے باہر دینی جماعتیں سامراج کے خلاف اپنا مجاہدانہ کردار ثابت قدمی کے ساتھ ادا کرتی رہیں گی۔ہم عراق پر ممکنہ امریکی حملے کی اسی طرح مذمت کرتے ہیں جس طرح افغانستان پر حملے اور مداخلت کی مذمت کی تھی۔گزشتہ دنوں کابل میں منعقدہ ایک کانفرنس میں چھے ہمسایہ ملکوں، پاکستان، ایران، ازبکستان، ترکمانستان، تاجکستان اور چین نے دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف مل کر کام کرنے اور افغانستان میں عدم مداخلت کے ایک معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔اس کانفرنس میں سعودی عرب، بھارت اور ترکی کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔افسوس کہ ان ممالک کو افغانستان میں امریکی مداخلت نظر نہیں آئی ــــ ''اندھوں کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی۔

اے کاش وہ افغانستان میں روسی اور پھر امریکی مداخلت کا راستہ روکتے اور ان کا ساتھ نہ دیتے تو آج حالات مختلف ہوتے۔ان ممالک کو جنوبی ایشیا میں امریکی مداخلت کو بہر حال روکنا ہوگا ورنہ مستقبل میں ان کے اپنے سیاسی و اقتصادی مفادات بھی امریکی دہشت گردی کی زد میں آ سکتے ہیں۔

دینی مدارس آرڈی نینس: وزارت مذہبی امور نے کہا ہے کہ حکومت دینی مدارس آرڈی نینس ۲۰۰۲ء کے حوالے سے مجلس عمل اور وفاق المدارس کو اعتماد میں لے گی۔

جنرل پرویز مشرف کے جاری کردہ اس آرڈی نینس سے وفاق المدارس نے شدید اختلاف کیا تھا۔توقع ہے کہ نئی حکومت دینی مدارس کی خود مختاری سلب کرنے کی کوشش نہیں کرے گی۔ساتھ ہی وفاق المدارس اور مجلس عمل کے رہنماؤں سے گزارش ہے کہ انہیں حکومت سے اس بات کو منوانا چاہیے کہ جس مسجد یا مدرسہ کی وہ تصدیق و توثیق کریں حکومت اسے رجسٹرڈ کر لے۔بعض مساجد و مدارس سو سال یا دو سو سال قدیم ہیں ان کی حیثیت کا کوئی ثبوت نہیں ان کی رجسٹریشن کیلئے وفاق المدارس کی تصدیق کو تسلیم کیا جائے۔وفاق کو اپنے دیگر مطالبات اور سفارشات سے کسی طرح بھی دستبردار نہیں ہونا چاہیے۔

سید یونس الحسنی

امریکہ یورپ کشمکش

سویت یونین کے ارتحال سے امریکہ کو واحد سپر پاور کے طور پر کھل کھیلنے کا موقع ملا تو اس نے بین الاقوامی سطح پر من مرضی، جور و جفا، جبر و اکراہ، ظلم و تعدی، دھونس دھاندلی اور اپنے انداز کی موج مستی کے نئے ریکارڈ قائم کئے ہیں۔ کہیں بعض معروف اتحادیوں کی معیت میں اور کہیں انہیں بے خبر رکھ کر ایسی کیفیات پیدا کر دی ہیں جو کمزور یا مرعوب ممالک کے لیے تو وبال جان ہیں ہی خود باراتیوں کے لیے بھی بے طرح رسوائی کا سبب بن گئی ہیں۔ نوبت بہ ایں جا رسید کہ بہت سے معاملات میں مسٹر بش اور یورپین لیڈرز کے مابین سرد مہری کا ساماں پیدا ہو گیا ہے۔ یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ امریکہ جنونی ہے، وہ زبردست گھمنڈی ہے۔ اس کی خود سری حد سے بڑھی ہوئی ہے، وہ ''ہم چو ما دیگرے نیست'' کے عذاب میں گرفتار ہے۔ کسی کو خاطر میں نہ لانا وہ اپنا حق سمجھتا ہے، اپنی پسند کے مطابق وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اور اپنے ہم جولیوں کو پوچھتا تک نہیں۔ دراصل وہ خود کو دنیا بھر کی تمام اقوام سے برتر، ارفع اور اعلیٰ قرار دیتا ہے جس سے اس کے یورپین اتحادیوں کی ساکھ بری طرح مجروح ہوتی ہے۔ یہ ایک طویل قصہ ہے مگر ہم فی الوقت چند امور زیر بحث لانا چاہتے ہیں جو سرد دست اتحادیوں کی باہمی دوری اور اندرونی چپقلش کا پتہ دیتے ہیں۔

اولاً افغانستان کا قضیہ ہی لے لیجیے، فرانس جرمنی نیوزی لینڈ جاپان اور آسٹریلیا نے بھرپور فوجی تعاون کیا۔ برطانیہ کی تو بات ہی نرالی ہے۔ برطانوی پارلیمنٹ کے ایک باوقار ممبر نے دوران اجلاس مسٹر ٹونی بلیئر وزیراعظم برطانیہ کو سختی سے ٹوک کر یہ الفاظ کہے تھے ''مسٹر بلیئر تم نے برطانیہ عظمیٰ کو زیر و کر کے امریکہ کا پالتو کتا بنا دیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کیا ہماری اپنی بھی کوئی رائے ہے جس پر عمل کر سکیں یا پھر ہمارا ملک منی امریکہ بن چکا ہے''۔ اس پر مسٹر بلیئر سیخ پا ہوئے۔ وہ اپنی جماعت کے اس رکن کی بات کا کوئی معقول جواب نہ دے سکے البتہ امریکہ کے ساتھ وفاداری کی رٹ ضرور لگاتے رہے۔ ایسے ہی ملتے جلتے سوالات برطانیہ میں عام ہو چکے ہیں۔ ابھی کل ہی کی بات ہے بیگم بلیئر اسی طرح کے ایک تلخ سوال پر اخبار نویسوں پر بے تحاشا برس پڑی تھیں جس پر رپورٹرز نے شدید برہمی اور نفرت کا اظہار کیا تھا۔ بے گناہ افغانوں پر بارود کی برکھا برسانے پر جرمنی اور فرانس پہلے ہی اس آپریشن سے علیحدگی اختیار کر چکے ہیں اب نیوزی لینڈ اور جاپان نے بھی اپنی فوجی موجودگی ختم کر کے افغانستان کی تعمیر نو اور لوگوں کی مشکلات کم کرنے میں معاونت کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے یہ شکوہ کیا ہے کہ امریکہ کوئی کام کرتے وقت اپنے ساتھیوں سے ضروری مشاورت نہیں کرتا بس اپنی ہی

ہانکتا چلا جاتا ہے۔ اس رویے سے ہمارے وجود کی نفی ہوتی ہے جو ہمیں کسی قیمت پر قبول نہیں۔

ثانیاً فلسطین کا مسئلہ ہے۔ امریکہ آؤ دیکھتا ہے نہ تاؤ، اندھا دھند اسرائیل کی پیٹھ ٹھونکتا اور تل ابیب میں جدید ترین اسلحہ کے انبار لگائے جا رہا ہے۔ انسانی حقوق کا علمبردار ہونے کے باوجود اسے سرزمین فلسطین کے انسانی مسائل نظر نہیں آتے یا وہ انہیں دیکھنے اور محسوس کرنے سے عمداً گریزاں ہے۔ بیشتر یورپی ممالک اور مبصرین ایریل شیرون وزیر اعظم اسرائیل کی اکڑ فوں اور فلسطینیوں کے خلاف اس کی جارحانہ اور سفاکانہ کارروائیوں کو مشرق وسطیٰ کے متعلق بش انتظامیہ کی نوتراشیدہ اور اختیار کردہ پالیسی قرار دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں اس کھلی چھٹی نے شیرون کو خونخوار بھیڑیا بنا دیا ہے۔ وہ انتہائی ہٹ دھرم اور بدتمیز ہو چکا ہے جو کسی کو اہمیت دیئے بغیر جب چاہے اہل فلسطین پر کریک ڈاؤن کر دیتا ہے، ان کی عمارات، مکانات اور دوسرا انفراسٹرکچر زتباہ و برباد کر دیتا ہے۔ چونکہ انفراسٹرکچر کے لیے یورپین ممالک نے فلسطین کو گرانقدر مالی امداد دی تھی اس لیے ان میں شدید تشویش ایک نادیدہ لاوے کی طرح ابل رہی ہے۔ جو کسی بھی لمحے اپنے محور سے نکل کر خرابی بسیار کا باعث بن سکتا ہے۔ بات اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ ٹونی بلیر نے بھی مشرق وسطیٰ میں دیرپا امن کی تلاش کے لیے ایک نئی بین الاقوامی کانفرنس بلانے کی تجویز دیدی جو بش حکومت کی سردمہری کی بھینٹ چڑھ گئی۔ یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ یورپی یونین مشرق وسطیٰ میں قیام امن کی ضامن ہے اور وہ اس مقصد کے لیے فلسطین اتھارٹی کو فنڈز کی فراہمی میں بنیادی کردار بھی ادا کر رہی ہے جس پر وہ سب مضطرب و بے چین دکھائی دے رہے ہیں۔ دوسری طرف صورت حال بالکل الٹ ہے امریکہ اپنے حلیفوں کو ان معاملات میں سرمو اہمیت نہیں دے رہا، وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہے اور اسرائیل کو فوجی لحاظ سے مزید مضبوط اور ناقابلِ شکست بنانے پر تلا ہوا ہے۔ ایسے نازک حالات اور مسموم فضا میں امریکی تجزیہ نگار حضرات ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' کے مصداق اہل یورپ کو کوسنے دے رہے ہیں۔ منفی اخباری پراپیگنڈہ ایک تسلسل سے جاری ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ ''یورپ صیہونیت اور اسرائیلی سالمیت کے خلاف ہے۔ یورپین ممالک میں صیہونی نسل کے لوگوں کو اچھی نظر سے کبھی نہیں دیکھا گیا اسی لیے یہ لوگ اسرائیل کے بارے میں ایسی گھناونی سوچ رکھتے اور اس انداز سے سوچتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کو فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم اور انفراسٹرکچر کی تباہی تو دکھائی دیتی ہے لیکن فلسطینیوں کی جانب سے یہودیوں کو نشانہ بنانے کے لیے خودکش حملے، بم دھماکے اور دیگر تباہ کن کارستانیاں نظر نہیں آتیں یا وہ اس پر جان بوجھ کر آنکھیں موندھ لیتے ہیں۔'' ادھر یورپین تھنک ٹینکس الزام عائد کر رہے ہیں کہ بش انتظامیہ سفاک ایریل شیرون کو امن کے علمبردار کا اعزاز دے کر اسرائیلی منصوبوں کے لیے دن رات جدید اسلحہ فراہم کر رہی ہے جس نے اس کی ریاستی دہشت گردی کو حوصلہ اور سہارا دیا ہے۔ اور یہ کام کر کے امریکہ خود ہی دہشت گردی کے حوالے سے اس کا حصہ دار ساتھی بن گیا ہے۔

ثالثاً عراق کی داستان حزن وملال ہے جسے بدقسمتی سے خود عربوں کے ناہنجار زاویۂ فکر نے ترتیب دیا اور نام نہاد عالمی اتحادی برادری نے آتش وآہن سے قرطاس تاریخ پر رقم کر دیا۔ اس عہد ناہموار کی یہ انتہا درجے کی کڑواہٹ ہے جسے چپکے سے نگلنا اب خود عربوں کے بس میں نہیں رہا۔ امریکہ اور اس کے یورپی ہمنواؤں کے مابین عراق پر حملے کے پس منظر میں ایک نیا گڑ بڑ گھٹالا سر اٹھار ہا ہے۔ امریکہ عراق کے تمام معدنی وسائل پر شب خون مارنا چاہتا ہے، صدام اس منصوبے کی راہ روک کر کھڑا ہے۔ مقصد براری کے لیے طاغوت ہمہ قسم سازشیں کر رہا ہے۔ کبھی کویت پر حملہ جواز تھا آج اس کے مفروضہ تباہ کن ہتھیار وجہ نزاع ہیں۔ امریکہ اسلحہ انسپکٹروں کی آڑ میں تمام اخلاقی حدود پھلانگ کر جاسوسی کرتا رہا اس پر تعلقات کشیدگی کی انتہا تک پہنچ گئے اور تمام انسپکٹرز کو عراق بدر کر دیا گیا۔ اب کے پھر نئے معائنہ کار بھیجے گئے انہوں نے اپنی پہلی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ''عراق بھر میں وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے وجود کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ عراقی اسلحہ کی تفصیلات پر مبنی فہرستیں بھی اقوام متحدہ کو ارسال کر دی گئیں لیکن امریکہ کی بدمغزی دیکھئے کہ دستاویزات کا مطالعہ کئے بغیر ہی ان پر حرف استرداد لکھ دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ امریکی اہلکار سپر پاور ہونیکے گھمنڈ میں یواین او کے دفتر سے بغیر اجازت ضروری کاغذات اٹھا کر چلتا بنا جس پر سیکریٹری جنرل کوفی عنان خاصے چیں بہ جبیں ہوئے انہوں نے یہ بھی کہا کہ عراق پر کسی حملے کا جواز قطعاً نہیں۔ بایں ہمہ مسٹر بش صبح دوپہر شام جب بھی انگڑائی لیتے ہیں ان کی زبان سے عراق پر حملے کی دھمکیاں نکلتی ہیں۔ عرب ممالک بھی اس پر ردِّ عمل کا اظہار کر چکے ہیں کہ عراق پر حملے کی اجازت دی جائے گی، نہ اپنی سرزمین۔ امریکہ نے ایک چھوٹی سی ریاست قطر میں زبردستی آ ڈیرے لگائے، فوجی اڈہ بنایا، جہاں وسیع پیمانے پر جنگی مشقیں تادم تحریر جاری ہیں۔ اصل قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ اس مرحلے پر صرف برطانوی فوجی دستے امریکہ کے ساتھ شامل آوارگی ہیں جبکہ تقریباً پندرہ یورپی ممالک نے امریکی اقدامات پر اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے لاتعلقی اختیار کی ہے۔ سلامتی کونسل کے اجلاس میں فرانس وجرمنی سمیت ان ممالک نے امریکی قرارداد کو کامیاب نہیں ہونے دیا جس سے جھنجھلا کر بش نے کہا کہ ''اگر کسی اتحادی نے ہماری مدد نہ کی تو امریکہ تنہا جنگ لڑے گا اور عراق پر حملہ کرے گا''۔ امریکی عالمی شہرت یافتہ دانشور اور انسانی حقوق کے پرچم بردار پروفیسر نوم چومسکی کا یہ بیان پوری موقف کی تائید مزید اور تقویت کا باعث بنا ہے کہ:

> ''عراق پر مجوزہ امریکی حملے کی واحد وجہ تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنا اور انہیں اپنی ترجیحات کے مطابق استعمال کرنا ہے۔ ۱۹۹۰ء میں بھی عراق پر امریکی یلغار کسی اصول کی بنا پر نہیں تھی بلکہ اس کا مقصد امریکی تابعداری سے انکار کرنیوالے صدام حسین کو سزا دینا تھا کیونکہ کوئی بھی دہشت گرد مافیا حکم عدولی کو برداشت نہیں کرتا۔ جس طرح عراق کے بارے میں کہا

جارہا ہے کہ اسے وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار رکھنے کا حق نہیں اسی طرح یہ حق اسرائیل بھارت پاکستان روس اور امریکہ کو بھی نہیں دیا جاسکتا۔''

(روز نامہ اسلام ۱۱ر دسمبر ۲۰۰۲ء)

امریکی دانشور کا کہا ہوا حرف حرف ''گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے'' کا صحیح صحیح مصداق ہے۔ یہی حال امریکہ کے یورپی اتحادیوں کا ہے ان ممالک میں بش کا نام سنتے ہی لوگ عزت افزائی کے لیے تالیاں بجاتے اور خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے، آج اندرونی طور پر خفی وجلی کشمکش انہیں اس موڑ پر لے آئی ہے کہ ایشیا تو ایک طرف براعظم یورپ کے چھوٹے بڑے قصبات شہروں کے گلیوں، بازاروں اور بڑی بڑی شاہراہوں پر ہزاروں لاکھوں افراد مظاہرے کر کے امریکی پالیسیوں کی پرزور مذمت کرتے نظر آتے ہیں۔

قبل ازیں کبھی ایسا ہوتا تھا حکومتی ادارے حرکت میں آتے اور اجتماعات کو منتشر کر دیتے تھے۔ مگر اب ایسا نہیں ہے حکومتیں یا ادارے بالکل دخل اندازی نہیں کر رہے۔ یہ سلسلہ جس وسیع پیمانے پر بڑے منظم طریقے سے جاری ہے اس امر کا غماز ہے کہ امریکہ یورپ برادرانہ تعلقات، مشترکہ پالیسیوں اور متحدہ کارروائیوں کے چاند سورج ایسے گہن کی زد پر ہیں جو دھیرے دھیرے سب کچھ اندھیر کر دے گا۔ اخباری اطلاعات سے مترشح ہے کہ مسٹر بش پر اندرونی دباؤ بھی بڑھ چکا ہے اس کی کابینہ کے دو وزیر احتجاجاً مستعفی ہو چکے ہیں۔ جہاں تک مسٹر جارج ڈبلیو بش کی ذات کا تعلق ہے وہ اپنے باپ کی طرح بے حد جفا کوش، غارت گر، وفا دشمن، دنائت کا نشان بد، خون شہیداں کا بے دریغ کھلاڑی، ظالمان قرنِ اولیٰ کا عکس کریہہ، ستم پیشہ سنگدل اور آزارِ جاں ہے۔ وہ اپنی جفا جوئی و جفا کاری کی وجہ سے کائناتِ حاضرہ کے امن و سکون کا عدوئے بے اماں ہے۔ اس کے باپ کا دامن عراقی شہداء کے خونِ بیگناہی سے لتھڑا ہوا ہے اور اس کے اپنے ہاتھ خونِ افغاناں سے بھرے ہوئے ہیں شورش کاشمیریؒ کی روح سے معذرت کے ساتھ' تھوڑی ترمیم کی جسارت کرتے ہوئے ان کے یہ اشعار موجودہ بش کے عین حسب حال ہیں۔

تیرے آب و گِل کی ہے اِن سہ عناصر پر نہاد
خنجرِ بُرّاں ' انی نیزے کی تیغِ خونچکاں
کھیلنے والا شہیدوں کے لہو سے بے دریغ
ظالمانِ عہد حاضر کا امیرِ کارواں

مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے

(۱۱ر ستمبر کے واقعہ کے بعد پوری دنیا بالخصوص امریکہ میں پیدا دعوتی مواقع)

ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملہ کے بعد عالم اسلام کو مجموعی طور پر جن مسائل ومصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں مسلمانانِ عالم میں جو مایوسی وافسردگی کی کیفیت پیدا ہوئی ہے اس تناظر میں دعوتی اعتبار سے حوصلہ افزا وہمت بڑھانے والے اس مضمون کا مطالعہ کیا جانا چاہیے۔ (ادارہ)

اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کی طرف سے بالعموم یہ کہا جا رہا ہے کہ آج کل وہ عالمی سطح پر جن آزمائشوں سے گزر رہے ہیں اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی لیکن ان کا یہ خیال حقیقت پر مبنی نہیں ہے اس لیے کہ ایک سچا مؤمن ومسلم آنے والے مسائل ومصائب کو ہمیشہ دینی واسلامی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے دعوتی نظر سے دیکھا جائے تو ان حالات نے ان میں پہلے سے زیادہ خود اعتمادی اور دینی جوش وولولہ پیدا کر دیا ہے مسلمانوں کے لیے معاشی وسیاسی نقصان کوئی حیثیت نہیں رکھتا، دین کے لیے مالی قربانی پر ان کے لیے آخرت میں اس سے دوگنے اور بہتر کا وعدہ ہے، اسی طرح عددی اعتبار سے مسلمانوں کا جانی نقصان ان کو شہادت کے درجہ پر فائز کر دیتا ہے جس سے زیادہ قابل رشک موت کا اس دنیا میں تصور نہیں کیا جا سکتا البتہ ان کا دینی ودعوتی نقصان وخسارہ ان کے لیے ہمیشہ لمحۂ فکریہ بنا رہا ہے۔

اگر کوئی سیاسی ومعاشی اعتبار سے اس وقت مسلمانوں کو ان کی تاریخ کے بدترین مسائل سے دوچار کہتا ہے، تو یہ بات ماضی کی روشنی میں غلط ہے اس لیے کہ اس سے زیادہ دس گنا مسائل کا ان کو اس سے پہلے سابقہ پڑ چکا ہے مثلاً ۱۸۵۷ء سے پہلے مسلمان پوری دنیا کے ایک کروڑ ۶۵ لاکھ مربع میل رقبہ پر حکومت کر رہے تھے دیکھتے ہی دیکھتے بیسویں صدی کے اوائل تک یہ رقبہ صرف ۴۵ لاکھ مربع میل ہو گیا یعنی ایک تہائی سے بھی کم، ایشیا اور افریقہ کے اکثر ممالک مسلمانوں کے ہاتھ سے چلے گئے، برطانیہ نے سترہ، فرانس نے سولہ اسلامی ممالک پر قبضہ کر لیا، وسط ایشیا کی ۲۰ مسلم ریاستیں روس کے قبضہ میں چلی گئیں، چین میں چھ مسلم ریاستوں پر کمیونسٹوں کا قبضہ ہو گیا۔ کیا اس طرح کے سیاسی زوال کا مسلمانوں کو اب تک کبھی سامنا کرنا پڑا ہے جواب نفی میں ہے، یہ الگ بات ہے کہ جنگ عظیم دوم کے بعد اس میں سے اکثر ریاستیں مسلمانوں کو واپس مل گئیں سوائے چین کی چھ ریاستوں کے جہاں اس وقت بھی ۹ کروڑ مسلمان ہیں اور روس کے زیر قبضہ تیرہ ریاستوں کے جہاں کی مسلم آبادی تین کروڑ سے بھی زائد ہے، اسی طرح عددی اعتبار سے مسلمانوں کا بدترین نقصان

۶۵۶ھ میں ہوا جب پوری دنیا کے سب سے رونق و حسین شہر عالم اسلام کے دارالخلافہ بغداد پر تاتاریوں نے حملہ کیا اور چالیس دن تک ایسی تباہی مچائی کہ صرف بغداد میں ۱۸ لاکھ مسلمان مارے گئے اور ان کی لاشوں کے ڈھیر کی بدبو بغداد سے دمشق تک پھیل گئی (یہ فاصلہ اندازاً بمبئی سے کراچی تک کے برابر ہے) کیا اس صدی کے کسی بھی عشرہ میں شہید ہونے والے دس بیس ہزار مسلمانوں کا اس سے موازنہ کیا جاسکتا ہے، ظاہری و مادی اعتبار سے مسلمان اس وقت ترقی کی جس منزل پر ہیں اس کی مثال ماضی کی تاریخ میں نہیں ملتی، اقوام متحدہ میں شعبہ آبادیات کی رپورٹ کے مطابق اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ بڑھ رہی ہے اور وہ بھی بڑی تیزی سے اسلام قبول کرنے والے لوگوں کی وجہ سے نہ کہ تعدد ازدواج اور افزائش نسل سے جس کا پروپیگنڈا ہمارے ملک کی فرقہ پرست تنظیمیں بڑے زور شور سے کر رہی ہیں، عالمی ماہرین آبادیات کے مطابق ہر چھ سال میں عالمی آبادی میں مسلم آبادی ایک فیصد بڑھ رہی ہے، گزشتہ اٹھارہ سال میں دنیا کی مسلم آبادی میں ۳۵ کروڑ کا اضافہ ہو چکا ہے، آبادی میں ان کے اضافہ کی یہی رفتار رہی تو ۲۰۲۵ء تک مسلمانوں کا تناسب ۲۵ فیصد سے بڑھ کر ۳۰ فیصد ہو جائے گا اور دنیا کی عیسائیت کے بجائے سب سے بڑی اکثریت ہوں گے۔

مسلمان اس وقت الحمدللہ سیاسی اور معاشی اعتبار سے بھی سب سے آگے ہیں ۲۲۴ ممالک میں ۶۰ ممالک ان کے قبضہ میں ہیں، ۳۰ کروڑ عالمی افواج میں ۸۵ لاکھ سے زائد افواج ان کے پاس ہے، چھ ارب کی عالمی آبادی میں وہ ڈیڑھ ارب سے زیادہ ہیں، اسی طرح روئے زمین کے دو کروڑ مربع میل پر ان کی حکمرانی ہے، اقتصادی میدان میں اس وقت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھنے والے ۸۴ فیصد پٹرول پر مسلمانوں کا قبضہ ہے، یہ الگ بات ہے کہ خود ہمارے مسلم حکمرانوں کو اس وقت اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے بلکہ ہمارے دشمنوں کو ہماری اس طاقت کا ہم سے زیادہ احساس ہے چنانچہ عالم اسلام کے ایک صاحب بصیرت قائد والی حجاز شاہ فیصل مرحوم نے اسرائیل کی مدد کرنے پر مغرب کے خلاف پٹرول کی سپلائی صرف بند کرنے کی جب دھمکی دی تو ان کو خود ان کے بھتیجے کے ذریعے شہید کرایا گیا، اگر عالمی مارکیٹ میں مسلم کی طرف سے روزانہ سپلائی کیے جانے والے تیل میں ۲۵ فیصد بھی کمی کر دی جائے تو دنیا کا یہ صنعتی نظام درہم برہم ہو سکتا ہے اور امریکہ اور اسرائیل ہی میں نہیں بلکہ پورے مغرب میں ایک اقتصادی زلزلہ آسکتا ہے اور پوری فوجی و صنعتی ٹیکنالوجی دھری کی دھری رہ سکتی ہے، خود یورپی ماہرین کا کہنا ہے کہ عالم عرب کے پاس اس وقت جو پٹرول کے ذخائر ہیں وہ اگلے سو سال کے لیے کافی ہیں اور غیر اسلامی ممالک کے پاس جو ۱۶ فیصد ذخیرہ ہے وہ اگلے پچیس سال تک بھی بمشکل نکل سکتا ہے۔

اب سوال بنیادی طور پر عالمی سطح پر مسلمانوں کی اس وقت دینی و دعوتی حیثیت کا ہے آیا ان ناگفتہ بہ حالات نے ان کو ملی و دینی اعتبار سے کوئی نقصان پہنچایا ہے...... اس وقت عالم اسلام کے حالات کے تجزیہ کے نتیجہ میں جو بات سامنے آتی ہے وہ بڑی خوش کن اور ہمت افزا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر سیاسی اعتبار سے ہمت شکن حالات و واقعات نے

ان میں نہ صرف سیاسی سوجھ بوجھ پیدا کر دی ہے بلکہ ان کو ان کے دین سے بھی قریب کر دیا ہے اور اس نے ان کے لیے غیر شعوری طور پر دعوتی مواقع فراہم کر دیئے ہیں، برسوں کی محنت اور کوششوں سے بھی ان میں موجود دینی و اخلاقی اعتبار سے جو جمود ختم نہیں ہو رہا تھا۔ اس کو عالمی سطح پر ان کے خلاف ہونے والے ان سیاسی و فوجی واقعات نے توڑ دیا ہے، عالم اسلام بالعموم عالم عرب کے نوجوانوں میں ان کے حکمرانوں کی طرف سے ان کی زبان بندی اور اظہار رائے پر لگی روک ایک بڑے آنے والے دینی انقلاب کا پتہ دے رہی ہے، امریکہ کی اسرائیل نوازی پر ان کے حکمرانوں کی خاموشی نے ان کو بے چین کر دیا ہے اور اور اس کو خود عرب قائدین اب محسوس کرنے لگے ہیں اور دبے الفاظ میں ہی سہی ان کی طرف سے احتجاج شروع ہو چکا ہے، مجموعی طور سے یہ سب حالات مغرب کے خلاف آنے والے ایک سیاسی طوفان کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا باتوں کی روشنی میں آپ صرف ہمارے ملک کے حالات کا تجزیہ کیجئے، ہندوستانی تاریخ میں سب سے تباہ کن فسادات ملکی سطح پر بابری مسجد کی شہادت کے بعد ۱۹۹۲ء میں رونما ہوئے جس میں ہزاروں مسلمانوں کو جانی اور اربوں کا مالی نقصان ہوا۔ لیکن حکومت کی خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹ بتاتی ہے کہ مسلمانوں میں مجموعی طور پر اس کے بعد دینی، تعلیمی اور تنظیمی طور پر جو ترقی دیکھنے میں آئی ہے وہ پچھلے پچاس سال میں نہیں آئی ہے، صرف پچھلے دس سال میں مسلمانوں کے تعلیمی تناسب میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۹۲ء میں مسلمانوں کا یہ تناسب صرف ۳۳ فیصد تھا جو اب بڑھ کر ۳۸ فیصد ہو گیا ہے، ریاستی اور مرکزی عہدوں میں مسلمانوں کا فیصد ۲ سے ۳ ہو گیا ہے، ملک گیر سطح پر مسلمانوں کی مختلف تنظیموں میں اپنے مسلکی اختلافات کے باوجود ملت کے مشترکہ مسائل کو لے کر غیر معمولی اتحاد دیکھنے میں آ رہا ہے، مسلمانوں میں تعلیمی و اقتصادی منصوبہ بندی پہلے سے کہیں زیادہ ہو گئی ہے، دینی مدارس کے قدیم نصاب و نظام میں زمانہ کے تقاضوں کے تحت بڑی تبدیلی آئی ہے، ان کے درجنوں انجینئرنگ اور ٹیکنیکل کالجز صرف دس سال کے عرصہ میں قائم ہو گئے ہیں، عراق کویت جنگ کے بعد مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے خود ملک میں سرمایہ کاری اور اپنے معاشی استحکام پر توجہ دینی شروع کر دی ہے، یہ تو اپنے ملک کا حال ہے اگر عالمی سطح پر جائزہ لیا جائے تو حالات و واقعات اس سے زیادہ ہمت افزا ہیں۔ ۱۱ ستمبر کے واقعہ نے عالمی سطح پر مسلمانوں کے لیے پوری دنیا میں حیرت انگیز اور غیر معمولی دعوتی میدان فراہم کر دیا ہے، کل آبادی میں ان کے چار فیصد تناسب اور پچاسی لاکھ کی مسلم آبادی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملہ کے بعد صرف ایک امریکی شہر (اوکلاہاما) میں چار سو پچاس لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے، ایک اور امریکی شہر سوری نام میں پہلے سے موجود ۲۵ فیصد مسلمان بڑی خاموشی سے دعوت کا کام کر رہے ہیں جس سے ان کے تناسب میں برابر اضافہ ہو رہا ہے، گیانا کے ۱۲ فیصد اور ٹرنی ڈاڈ اٹوباگو کے ۱۱ فیصد امریکی مسلمانوں کا بھی کچھ یہی حال ہے، امریکہ میں مسلم تنظیمیں جن کی منصوبہ بند کوششوں سے ۱۹۹۰ء تک ملک کی مختلف جیلوں میں قید پچاس ہزار سے زائد لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے

ہیں، حکومت کی طرف سے گذشتہ ایک سال سے مسلسل ہراسانی کے باوجود اپنے دعوتی مشن میں پہلے سے زیادہ سرگرم عمل نظر آتی ہیں، امریکی خفیہ ایجنسی ایف بی آئی کے ایک جائزہ کے مطابق جو مسلمان ۱۱ر ستمبر کے واقعہ سے پہلے آوارگی اور تعیش کی زندگی گزار رہے تھے ان میں غیر معمولی تبدیلی دیکھنے میں آ رہی ہے، دین سے ان کی وابستگی اور رغبت میں ناقابل یقین حد تک اضافہ ہوگیا ہے، ایک ہزار سے زائد امریکی مسجدیں پنج وقتہ نمازیوں میں پہلے سے زیادہ بھری رہتی ہیں۔ ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء سے ۱۲ر ستمبر ۲۰۰۲ء تک ایک سال کے دوران جتنی اسلامی کتابیں بالخصوص قرآن مجید کے تراجم فروخت ہوئے ہیں اتنے پچھلے ۷/۶ سال کے دوران نہیں ہوئے ہیں، امریکی عوام میں اسلام کے تعلق سے صحیح معلومات حاصل کرنے کی دلچسپی پیدا ہوگئی ہے۔ انٹرنیٹ پر مختلف اسلامی سائٹس میں جانے والے غیر مسلموں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور وہ متعلقہ اداروں کو ای میل کے ذریعے اسلام کے متعلق اپنی معلومات میں اضافہ کے لیے مختلف سوالات بھی بھیج کر جوابات طلب کر رہے ہیں، خود امریکہ کو اس بات کا احساس ہے کہ اس کے اسلام کے متعلق غلط پروپیگنڈے سے خود اس کی معیشت پر ناقابل یقین اثر پڑ رہا ہے، چنانچہ امریکی وزارت خارجہ کے تعاون واشتراک سے کام کرنے والے شہری سفارت کاروں کے نوبل انعام یافتہ بین الاقوامی ادارہ نیشنل کونسل آف انٹرنیشنل وزیٹرس (N.C.I.V) نے گزشتہ ماہ اس بات کا اعلان کیا ہے کہ عالمی سطح پر بالعموم اور امریکہ میں بالخصوص اسلام کے متعلق کئے جا رہے غلط پروپیگنڈوں کی روک تھام کے لیے وہ اپنے ادارہ کے ۸۰ ہزار رضا کاروں کو حرکت میں لا رہے ہیں۔ اس کے لیے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا انسانی زندگی پر اثر دکھانے کے لیے ایک دستاویزی فلم تیار کی ہے جو ۱۸ر دسمبر ۲۰۰۲ء کو پبلک براڈ کاسٹنگ سسٹم کے ذریعے دکھائی جانے والی ہے۔

یہ تو ۱۱ر ستمبر کے بعد مسلمانوں کو دعوتی نقطۂ نظر سے حاصل ہونے والے مواقع تھے۔ دوسری طرف اس واقعہ کا خود حکومت امریکہ پر جو منفی اثر پڑا ہے وہ بھی سننے سے تعلق رکھتا ہے، تجارتی مرکز پر حملہ نے عالمی سطح پر سیاسی واقتصادی میدان میں امریکہ کے زوال کی گھنٹی بجا دی ہے خود امریکہ میں اس بات کا چرچا ہے کہ ۱۱ر ستمبر سے پہلے امریکہ کے زوال کے متعلق مسلمانوں میں جو خوش فہمی تھی وہ اب حقیقت میں بدلتی نظر آ رہی ہے، گزشتہ صرف ایک سال میں سینکڑوں تجارتی کمپنیاں اپنے دیوالیہ ہونے کا اعلان کر چکی ہیں، متعدد امریکی فضائی کمپنیوں نے اپنے ملازمین میں ۲۵ فیصد سے زائد تخفیف کر دی ہے۔ انشورنس کمپنیاں اپنے خسارے سے تنگ آ کر حکومت سے مدد کے لیے درخواست کر رہی ہیں، کویت پر عراق کے حملہ کے بعد امریکہ کو سعودیہ اور کویت نے جملہ ۵۶ ارب ڈالر کے اخراجات میں سے ۴۸ ارب ڈالر ادا کر دیئے تھے لیکن اب عراق پر خود امریکہ کی طرف سے کیے جانے والے ممکنہ حملوں اور اس جنگ کے طول کھینچنے کی صورت میں ماہرین اقتصادیات کا اندازہ ہے کہ کم از کم ۲۰۰ ارب یعنی تقریباً ایک سو کھرب ہندوستانی روپیوں کا بوجھ خود امریکہ کو

برداشت کرنا پڑے گا اگر یہ جنگ ہوتی ہے تو اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اگلے سال امریکہ کا سالانہ بجٹ خسارہ کا پیش ہونے والا ہے۔ ۱۱ر ستمبر کے بعد یوں بھی امریکہ سیاحت سے ہونے والی اپنے ایک تہائی آمدنی سے محروم ہو چکا ہے، اس پر اس نے مسلم ممالک سے آنیوالوں کے لیے جو سخت سفری شرائط عائد کیے ہیں اس سے اس نے گویا خود اپنے پیر پر کلہاڑی مار دی ہے امریکہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ میں ۲۰ فیصد سے زائد تناسب مسلمانوں کا تھا جس پر نہ صرف اس نے اب روک لگا دی ہے بلکہ پہلے سے موجود مصر، یمن، اردن، فلسطین، پاکستان اور سعودی عرب کے طلبہ کی ایک بڑی تعداد کو مسلسل ہراساں کیا جانے لگا ہے جس سے انہوں نے امریکہ کو خیر باد کہنے ہی میں عافیت سمجھی ہے، اسی طرح جب القاعدہ اور طالبان سے تعلقات کے شبہ میں بعض عرب سرمایہ کاروں اور مسلم تاجروں سے پوچھ گچھ کی جانے لگی اور اس میں سے متعدد لوگوں کے سرمایے امریکی بینکوں میں منجمد کر دیئے گئے تو اس خوف سے سینکڑوں مسلم تاجروں اور عرب حکومتوں کے شاہی افراد نے امریکہ سے پیشگی اپنے سرمایہ کو منتقل کرنے ہی میں عافیت سمجھی ہے اور اس کا اثر ان کے بینکنگ نظام پر ایسا سخت پڑا ہے کہ ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی خود امریکی حکومت بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکی ہے، اس کے علاوہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملہ کے بعد عالم اسلام میں امریکی مصنوعات کے خلاف بائیکاٹ کی جو خاموش تحریک چلی ہے اس نے بھی اپنا غیر معمولی اثر دکھایا ہے، مشروبات میں کوکا کولا جیسی عالمی امریکی کمپنیوں نے اپنے اسٹاف میں کمی کر دی ہے اور اس نے اچانک اپنے گاہکوں کے لیے مختلف انعامی اسکیموں کے اعلان کے ذریعے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ۱۱ر ستمبر کے حملہ کے بعد ان کی تجارت پر بھی منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

ان سب کا مجموعی اثر امریکہ کی اقتصادی حالت پر جو پڑا ہے اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اقوام متحدہ کے جملہ اخراجات کا ۲۵ فیصد حصہ خود امریکہ ادا کرتا آ رہا ہے، لیکن گذشتہ سال اپنے واجب اخراجات کا یہ حصہ اس نے اب تک ادا نہیں کیا اور U.N.O میں اپنے مستقل نمائندوں کے ذریعے یہ آواز اٹھانی شروع کر دی ہے کہ اس کے اسٹاف میں تخفیف کی جائے، دوسرے الفاظ میں آئندہ اس مالی بوجھ کو برداشت نہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔

غرض یہ ہے کہ عالمی سطح پر مسلمانوں میں اسرائیل کے تئیں امریکہ کی ناز برداری کے تناظر میں اس کے خلاف عمومی رائے عامہ کو ہموار کرنے کی جو کوششیں مختلف تحریکوں اور تنظیموں کی طرف سے کی جا رہی تھی اس نے دس سال میں وہ کام نہیں کیا اور اپنا اثر نہیں دکھایا جتنا، ۱۱ر ستمبر کے واقعات کے بعد مسلمانوں کے ساتھ اس کے سلوک نے کیا اس طرح دعوتی نقطۂ نظر سے اس ناگہانی حادثہ نے مسلمانان عالم کو مثبت دعوتی فائدہ ہی پہنچایا ہے، اب یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ خدا کی طرف سے ان کے لیے فراہم کیے جانے والے اس دعوتی موقع سے فائدہ اٹھانے میں وہ کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں۔

(مطبوعہ: ''دارالعلوم'' دیوبند، انڈیا۔ دسمبر ۲۰۰۲ء)

محمد احمد حافظ

اُسامہ کی تلاش

رمضان کے آخری عشرے میں خوست ائیر پورٹ پر ایک تباہ کن فدائی حملہ ہوا جس میں درجنوں امریکی ہلاک ہوگئے۔ تفصیل کے مطابق ایک نامعلوم مجاہد نے بارود سے بھری گاڑی ائیر پورٹ کے استقبالیہ سے ٹکرادی جس سے ائیر پورٹ کا مرکزی دروازہ، استقبالی کمرہ اور کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم کی عمارت جزوی طور پر تباہ اور ان تینوں جگہوں میں موجود امریکیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ اس واقعے سے امریکیوں کو جو پریشانی ہوئی سو ہوئی ایک دوسرے واقعے نے افغانستان میں موجود امریکی فوجیوں میں سراسیمگی پھیلا دی ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ لوگر سے گردیز جانے والے پچاس امریکیوں کو مجاہدین نے گھات لگا کر اغوا کر لیا۔

تاحال ان فوجیوں کے متعلق کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ اس طرح کے واقعات اب تسلسل کے ساتھ ہورہے ہیں اور امریکی فوجی جو شیخ اسامہ بن لادن کو گرفتار کرنے آئے تھے اب اپنی گرفتاری کے ڈر سے بھاگنے کے چکر میں ہیں پچھلے دنوں جب شیخ اسامہ بن لادن کی آڈیو کیسٹ منظر عام پر آئی تو امریکیوں میں اچھی خاصی کھلبلی مچ گئی تھی اور یہ آڈیو کیسٹ دنیا میں نشر ہوئی تو سی آئی اے کے بن لادن یونٹ نے بش کو خبر پہنچانے میں دیر نہیں کی۔ اسی دن رات کو آٹھ بجے قومی سلامتی کے امریکی مشیر کنڈولیزا رائس نے صدر بش کو بدحواس کر دینے والی یہ خبر اس وقت سنائی جب وہ غسل کر رہا تھا۔

ٹائم کے نمائندے بونا میلگری کا کہنا ہے کہ یہ کیسٹ کیوبا کے پنجروں میں قید بعض عرب مجاہدین کو بھی سنائی گئی جسے سننے کے بعد انہوں نے امریکی حکام کے سامنے کیسٹ کے اصل ہونے کی تصدیق کی۔ عرب مجاہدین بھی اپنے محبوب قائد کی آواز سن کر چند لمحوں کے لئے اپنی قید کی اذیت ناکیوں کو بھول گئے ہوں گے۔ بہرحال افغانستان میں ہونے والے واقعات اور اسامہ بن لادن کی طرف امریکیوں کے لئے تہدیدی پیغام امریکا کے منہ پر زناٹے دار طمانچہ ہے کہ وہ ابھی انہیں تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا ہے۔ خود امریکی عوام بھی اس بات پر حیران ہیں کہ اسامہ بن لادن امریکیوں اور ان کے اتحادیوں پر حملوں کی تجدید نو کر رہے ہیں حالانکہ امریکا نے افغانستان کی جنگ انہی کو تلاش کرنے اور پکڑنے کے لئے لڑی تھی۔ آج ایک سال سے زائد دن گزر جانے اور جدید ترین ٹیکنالوجی کا حامل ہونے کے باوجود امریکا انہیں کیوں نہیں پکڑ سکا ہے۔ اب امریکا میں صورت حال کچھ یوں ہے کہ وہ خواب آور گولیاں استعمال کرنے والا سب سے بڑا ملک بن گیا ہے اس لئے کہ امریکیوں کو ہر وقت دہشت گردوں کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ دل لگتی بات یہ ہے کہ یہ دھڑکا بھی خود امریکی حکومت نے لگایا ہے۔ اس لئے کہ امریکی میڈیا چوبیس گھنٹے دہشت گردی دہشت گردی کی رٹ لگائے رکھتا ہے۔ ظاہر ہے

ایسی صورت حال میں تو اچھا بھلا انسان بھی پاگل ہو جاتا ہے، امریکی تو اس معاملے میں دنیا کی تمام قوموں سے سوا ہیں۔

ٹائم کی رپورٹ کے مطابق مجاہدین کے نیٹ ورک کو تباہ کرنے کا ذمہ اب سی آئی اے کے سر لگا ہے۔ اس لئے کہ ایف بی آئی اپنے منصوبوں میں ناکام ہوگئی ہے۔ تقریباً گیارہ سو تجرباتی ماہرن اور ان کے عملے پر مشتمل ادارے نے ورجینیا میں کام شروع کیا ہے جہاں بن لادن اسٹیشن میں 150 افسران نے صرف اسامہ بن لادن پر اپنی تمام تر توجہ مرکوز کر رکھی ہے۔ یہاں ایک ریڈ سیل بھی قائم کیا گیا ہے جو ایک درجن تجزیاتی ماہرین پر مشتمل ہے، یہ سیل بن لادن کے انداز میں سوچنے میں مصروف رہتا ہے۔ اور ان کے طریقوں پر غور وخوض کرتا رہتا ہے جن کے ذریعے اسامہ بن لادن حملہ کر سکتے ہیں۔ (جب عقل مات کھا جائے تو دشمن ایسی بے ہودہ حرکتیں کیا کرتا ہے۔ کیا شیخ اسامہ بن لادن یا حضرت امیر المؤمنین یا ان کے جید رفقآ کا اور مجاہدین کا امریکا کے ہاتھ نہ آنا اللہ رب العزت کی قدرت کا واضح اظہار نہیں؟ بصیرت والے مانتے ہیں کور بصر حقیقت سے نظریں چراتے ہیں) ٹائم نے لکھا ہے کہ نظری طور پر اسامہ بن لادن کو پکڑنے کے چار طریقے ہیں۔

(1) پریڈیٹر ڈرون کے ذریعے ان کا سراغ لگایا جائے اور پھر پری سیشن گائیڈ ہتھیار کا نشانہ بنا دیا جائے۔ یہ تیز رفتار، سستا اور سہل طریقہ ہے (گزشتہ مہینے اس کا ایک مظاہرہ یمن میں کیا گیا جہاں مجاہدین کی ایک گاڑی کو اسی ہتھیار کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا گیا) مگر اس کے لئے بھی پہلے یقین دہانی حاصل کرنا ضروری ہے کہ واقعی اسامہ موجود ہیں؟

(2) الیکٹرانک آلات کے ذریعے ان کا سراغ لگایا جائے اور ان کی موجودگی کا مقام معلوم کر کے اور آوازوں کے ذریعے یقین کرنے کے بعد اس جگہ کو بم کا نشانہ بنا دیا جائے۔ لیکن اس میں بھی مشکل یہ ہے کہ اسامہ سیلولر یا سیٹلائٹ استعمال نہیں کرتے۔

(3) مقامی افراد کو رشوت دے کر ان کا پتہ چلایا جائے اور انتہائی مہارت کے ساتھ شب خون مار کر ان کے محافظوں کو ٹھکانے لگایا جائے یا گرفتار کر لیا جائے۔ مگر اس میں قباحت یہ ہے کہ قبائلی افراد میں انہیں ہیرو کا درجہ حاصل ہے اور ایسے رشوت خور ایجنٹ انہیں برائے نام ہی حاصل ہیں۔

(4) کسی اور گروہ کو ترغیب دی جائے کہ وہ شیخ اسامہ کو گرفتار کرے لیکن یہ بات کسی اور کے لئے ناممکن ہے کہ وہ ان کے جاں نثاروں کی موجودگی میں ان کے چھوٹے سے حلقے میں داخل ہو سکے۔ مغربی پاکستان کے قبائلی علاقے کا طویل ناہموار اور دشوار گزار پہاڑی سلسلہ اسامہ کے چھپنے کے لئے بہترین مقام ہے۔ یہ امریکی کھوجیوں کے لئے اسامہ تک پہنچنے کی راہ میں ناقابل عبور رکاوٹ اور اسامہ کے لئے بہترین دفاعی حصار ہے۔

بتایئے! صحافت میں گھسے ہوئے امریکی جاسوسوں نے خود ہی اندازے قائم کر کے خود ہی ان کو ناممکن بھی قرار دے دیا۔ اب اور کون سا طریقہ ہے کہ وہ اسامہ کو پکڑ سکیں۔ سال بھر میں انہوں نے امریکا کا چپہ چپہ چھان مارا۔ کوئی غار کوئی کھنڈر، کوئی چٹان اور پتھر نہیں چھوڑا آڑے ترچھے، وسیع وعمیق راستوں کو بھی دیکھ لیا مگر وہ ایک شخص نہیں مل سکا تو اب وہ کس

امید پر افغانستان میں بیٹھا ہے؟ شاید امریکا کو اب جھنجھلاہٹ ہونے لگی ہے اور اسی جھنجھلاہٹ کا نتیجہ ہے کہ وہ بار بار پاکستان کے قبائلی علاقے کو نشان زد کررہا ہے کہ اب القاعدہ یہاں چھپی بیٹھی ہے۔ امریکا کے خفیہ ماہرین کا خیال ہے کہ اسامہ، القاعدہ اور طالبان پاکستان کے دشوار گذار سرحدی علاقے میں آباد قبائل کے درمیان محفوظ و مامون ہیں جہاں عملاً ان قبائل کی حکومت ہے۔ امریکی سراغرسانوں کو یقین ہے کہ اسامہ بن لادن یہیں کہیں کسی مقامی بستی میں موجود ہیں جس کے باشندے غیر معمولی انداز میں ان کی حفاظت کررہے ہیں۔ ان لوگوں پر امریکی حکومت کی جانب سے اسامہ کی اطلاع دینے پر دو کروڑ ستر لاکھ ڈالر کے انعام کا اعلان بھی بے اثر ثابت ہوا ہے۔ بہرحال جو بھی ہو، ہر آنے والا نیا دن امریکا کے لئے شکست و ہزیمت کا پیغام لے کر نمودار ہوتا ہے۔ گزشتہ جمعہ کے روز خوست میں مجاہدین نے ایک بڑے ہوٹل کو بموں سے اڑادیا۔ بتایا گیا کہ یہاں بڑی تعداد میں غیر ملکی جن میں امریکی، برطانوی اور فرانسیسی وغیرہ شامل ہیں۔ صحافیوں اور این جی اوز کے کارندوں کے روپ میں ٹھہرتے تھے۔ حالات بتاتے ہیں کہ افغانستان میں امریکیوں کے خلاف کارروائیاں جاری ہیں یہ معلوم نہیں کہ امریکا کب تک فدائی حملے برداشت کرسکے گا۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

عمر فاروق ہارڈ ویئر اینڈ مل سٹور

عمارتی و صنعتی سامان، ہارڈ ویئر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل

گورنمنٹ سے منظور شدہ کنڈے، باٹ و پیمانہ جات

صدر بازار، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462483

مولانا مجاہد الحسینی

نام ور محقق، منفرد سیرت نگار......ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم

اللہ تعالیٰ نے جن شخصیات کو عبقری صلاحیتوں اور منفرد محاسن و اوصاف حمیدہ سے خوب نوازا اور سرفراز کیا ہے، ان میں ڈاکٹر حمید اللہ کی شخصیت عظیم الشان اور ممتاز نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے زریں کارناموں اور سارے عالم اسلام میں ان کی شاہکار تحقیق میں حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مکتوب گرامی ہیں جو آپ ﷺ نے دنیا کے مختلف حکمرانوں اور قبائلی سرداروں کے نام ارسال کئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے کمال دانشمندی، حکمت بالغہ اور مستشرقین سے حاصل کر کے شایان شان صورت میں جمع کئے اور ان کی اشاعت کے اہتمام کی سعادت پائی۔

ڈاکٹر حمید اللہ قیام پاکستان کے بعد چند مرتبہ پاکستان تشریف لا کر اپنے گراں قدر علمی و تحقیقی فیوض سے تشنگان علوم کو سیراب کر چکے ہیں مگر صد افسوس کہ یہاں کے قدر ناشناس حلقوں کی بے رخی اور جوہر قابل سے بے اعتنائی کے باعث ڈاکٹر حمید اللہ پیرس میں قیام پذیر ہونے پر مجبور ہو گئے۔ وہاں انہوں نے اسلامی مرکز قائم کر کے عصر حاضر کے جدید تقاضوں کے مطابق اسلام کے مختلف موضوعات خصوصاً سیرت طیبہ کے موضوع سے متعلق ایسی معرکہ آراء تحقیقی کتب مرتب اور شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جو سارے عالم اسلام میں بے حد مقبول اور لائق صد افتخار علمی سرمایہ ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ چند ماہ سے سخت علیل تھے۔ مرض کی شدت کا احساس کر کے انہیں بغرض علاج امریکہ لے جایا گیا جہاں فلوریڈا کے ہسپتال میں قریباً اٹھانوے برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

ڈاکٹر حمید اللہ ۱۶ ر محرم ۱۳۲۶ھ (۱۹۰۵ء) کو حیدر آباد دکن کے کوچہ حبیب علی شاہ کٹل منڈی میں پیدا ہوئے۔ آپ جنوبی ہند کے مشہور خاندان نوائط سے تعلق رکھتے تھے' جو اپنی دینی، علمی اور تحقیقی سرگرمیوں کی وجہ سے مشہور اور قدر و منزلت سے سرفراز ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ اپنے آباؤ اجداد کے مسلک کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ کے پیروکار تھے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے دادا ماجد حضرت مولانا قاضی صبغت اللہ بھی اپنے اسلاف کی طرح جید عالم دین اور نام ور محقق تھے جو برصغیر کے جنوبی ہند کے علاقے میں اردو (ہندوی) کے پہلے نثر نگار تسلیم کئے جاتے تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے سیرت النبی ﷺ کی مشہور کتاب ''فوائد بدریہ'' خصوصاً قابل ذکر ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے والد ابو محمد خلیل اللہ بھی کئی کتابوں کے مصنف اور حیدر آباد دکن کے مددگار معتمد مال (جوائنٹ سیکرٹری خزانہ) تھے۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، پھر مدرسہ دار العلوم اور جامعہ نظامیہ میں انگریزی کا امتحان دے کر جامعہ عثمانیہ میں داخل ہوئے' وہاں سے ایم اے، ایل ایل بی اور پی ایچ ڈی کی ڈگری پا کر جامعہ عثمانیہ میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ بعد میں فرانس کے Centrenational Deal Recherche Seitifique میں کام کرتے ہوئے کئی ممالک کی یونیورسٹیوں میں لیکچر دے کر اپنی علمی و تحقیقی ندرت اور تفوق کا گہرا اثر چھوڑا۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے دو سو سے زائد علمی و تحقیقی

کتب تصنیف کیں اور کئی زبانوں اردو، عربی، انگریزی، فرانسیسی، جرمن، چینی، روسی وغیرہ میں ان کتابوں کے کئی کئی ایڈیشن اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے قرآن کریم کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی اور ڈاکٹر حمید اللہ ہی کو پوری دنیائے اسلام میں یہ شرف و اعزاز حاصل ہے کہ صحیفہ ہمام بن منبہ جو کہ ۵۸ھ سے پہلے کی تالیف ہے، اسے تلاش کر کے از سر نو اشاعت کا اہتمام کیا۔ چنانچہ تدوین حدیث سے متعلق یہ تاریخ اسلام کی پہلی کتاب ۱۹۵۶ء میں حیدرآباد دکن سے پھر ڈاکٹر صاحب کی خصوصی اجازت سے پاکستان کے ایک صاحب ذوق دینی و علمی شخصیت جناب رشید اللہ یعقوب نے آرٹ پیپر پر نہایت خوشنما صورت میں شائع کر کے مفت تقسیم کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ کی تصانیف میں سیرت النبی ﷺ، عہد نبوی کا نظام حکمرانی، عہد نبوی کے میدان جنگ، رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی، الوثائق السیاسیہ (عربی) مطبوعہ قاہرہ اور دیگر بہت سی کتب اہل علم و تحقیق کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی علمی عظمت اور ان کی تحقیقی عرق ریزی کا اعتراف مجھے سفر یمن کے دوران صنعاء کی نامور اور عظیم المرتبہ دینی و علمی شخصیت الشیخ محمد بن علی الاکوع کی زبان سے سن کر بے حد مسرت ہوئی جب انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول ﷺ کے مکتوب اقدس کے حصول اور ان کی اشاعت کے سلسلے میں جو خدمات ڈاکٹر حمید اللہ نے انجام دی ہیں۔ عالم اسلام میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ کاش کہ مکتوبات الرسول ﷺ کی تحقیق، حصول اور اشاعت کا جو کام تشنہ تکمیل ہے وہ اسلامی دنیا کے اہل علم و تحقیق پایہ تکمیل کو پہنچانے کی سعادت حاصل کریں۔

تحدیث نعمت کے طور پر یہ بات حرف قلم ہے کہ علامہ محمد بن علی الاکوع الحمیری سے شرف ملاقات کے وقت ان کی عمر بھی ستانوے برس تھی اور انہوں نے راقم الحروف کو ڈاکٹر حمید اللہ کی خدمات کے اعتراف اور مکتوبات کے اہم موضوع سے متعلق عربی زبان میں اپنی تصنیف الوثائق السیاسیہ الیمنیہ اپنے دستخطوں کے ساتھ عطا فرمائی جس کے ترجمے کی سعادت جلد حاصل کرنے کی کوشش ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی گراں قدر تصانیف کے علاوہ مختلف یونیورسٹیوں میں آپ کے لیکچرز ''خطباتِ بہاول پور'' کے زیر عنوان ضخیم کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ البتہ ان کے جامشورو یونیورسٹی سندھ میں اور سابق حکومت کے دور میں ان کے لاہور، اسلام آباد اور کراچی میں دیئے گئے لیکچرز اور ٹیلی ویژن سے ان کے معلومات افزاء علمی خطاب کو بھی کتابی صورت میں شائع کرا کے اکتساب فیض کا سامان فراہم کرنا چاہیے۔

نیز ڈاکٹر حمید اللہ کی مختلف زبانوں میں تصانیف خصوصاً ان کے فرانسیسی زبان میں کئے گئے ترجمہ قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمے کا اہتمام کرنے کی سعادت حاصل کرنی چاہیے تاکہ پاکستانی اہل قلم خاص طور پر اس سے استفادہ کر سکیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی شخصیت گوناگوں خوبیوں اور کمالات کا مجموعہ، علم و تحقیق کا بحر بیکراں اور ندرت فکر و نظر کی آئینہ دار ذات گرامی تھی۔ ان کی وفات سے عالم اسلام ایک منفرد محقق، دانشور اور علم و فضل کے مینار نور سے محروم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی، علمی اور ملی خدمات کو شرف قبولیت سے نواز کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین کے مقام پر فائز کرے اور امت مسلمہ کو ان کی گراں قدر علمی کاوشوں سے استفادہ کرنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت سے نوازے۔ آمین۔

سید یونس الحسنی

ایمل شہید کا پیغام

(تاریخ شہادت: ۸؍رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ/۱۴؍نومبر ۲۰۰۲ء)

ایمل کاسی کو نیویارک کی فیرفیکس جیل میں موت کی نیند سلا دیا گیا سرزمین وطن کا ایک اور جوان رعنا جو اپنے عظیم حریت کیش اسلاف کی ملی غیرت اور فکری سج دھج کا سچا پاسباں تھا وحشی امریکیوں کی کم ظرفی کا شکار ہو گیا۔ اخبارات ورسائل میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جس میں چند خاصے کی باتیں تھیں مثلاً

☆ وہ انتہائی حساس اور دلِ دردمند کا حامل نوجوان تھا۔

☆ کشمیر، بوسنیا اور فلسطین میں مسلمانوں کی بے بضاعتی اور درماندگی پر اکثر کڑھتا رہتا تھا۔

☆ عالم اسلام کے اندرونی معاملات میں اغیار خصوصاً امریکہ کی بے طرح دخل اندازی اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔

☆ دنیا کے آزاد و خودمختار مسلم ممالک کے حکمرانوں کا امریکی سامراج کے تابع مہمل ہونے پر وہ سخت دکھی تھا۔

☆ صیہونیوں کے مسلمانوں پر مظالم اسے بے کل و مضطرب رکھتے تھے۔

الغرض جذب وجنوں کا ایک طوفانِ بلا خیز اس کے دل ناصبور میں پنہاں تھا۔ اسی کیفیت کے زیر اثر روسی سامراج کے خلاف نبرد آزما ہونے والے بے وسیلہ مگر دلاور غیور اور جسور مجاہدین افغانستان اپنے جہادی بانکپن کے باعث اسے اس قدر بھائے کہ وہ کشاں کشاں ان کی صفوں میں شامل ہو کر دادِ شجاعت دیتا رہا۔ اس کے قلبِ ناشکیبا نے اسے یہاں بھی زیادہ دیر ٹکنے نہ دیا کیونکہ اس دوران ایمل کو بہت سے خفی وجلی رازہائے درونِ پردہ سے وقوف حاصل ہو چکا تھا۔ وہ جان پہچان چکا تھا کہ امت مسلمہ کے دشمنان ناہنجار کا اصل سرپرست اعلیٰ یہودی دماغ، سرمایہ اور امریکہ کی قوتِ عمل ہے۔ جو ہر خطۂ ارضی کے مسلمان زعما کو اپنے پنجۂ استبداد میں جکڑے ہوئے ہے۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ مسلم حکمران تاج برطانیہ کے بعد اب اس نئے سامراج کی کٹھ پتلیاں ہیں جو گردشِ لیل ونہار کے ساتھ ساتھ اس کے اشاروں پر رقصاں، لرزاں و ترساں رہتی ہیں۔ ان کی اپنی کوئی رائے نہیں، ان کی پالیسیاں یہودی وکلیسائی دماغوں کی شرآمیزیوں کا ملغوبہ ہوتی ہیں، ان کی سوچ رہن اور فکر و نظر گروی ہے۔ وہ نام کے آزاد ہیں جن میں خودمختاری کی روح عنقا ہے...... ایمل کاسی مرد کہستانی تھا، اس کی غیرت نے کفن نہیں پہنا تھا، وہ حمیت کی بوباس سے مالا مال تھا، وہ اپنی پاک باز سوچوں کے جوتانے بانے بنتا رہا ان پر جلد از جلد عمل کر گزرنا چاہتا تھا۔ وہ بے ریا تھا اور ریا کاروں پر کاری ضرب لگانے کی تدبیریں تراشتا خراشتا رہا۔ اسی ادھیڑ بن میں وہ ستم شعاروں کی سرزمین امریکہ جا پہنچا۔ میڈیا کے ذریعے منصۂ شہود پر آنیوالے حالات و واقعات شاہد عدل ہیں کہ لیلائے

حریت کے اس متوالے کو وہاں بھی کسی کل چین نہیں آیا۔ ایک طویل منصوبہ بندی، کئی کڑیاں ملانے اور بہت سی گتھیاں سلجھانے کے بعد وہ خود کو کچھ کرنے پر آمادہ و تیار کر چکا تھا۔ آخر ۲۵ر جنوری ۱۹۹۳ء کا سورج طلوع ہو کر اس کے چہرے پر سکون و قرار اور اک گونہ کامیابی کی سُرخی بکھیر گیا، کسی سوچ سے اس کے رخسار تمتما اٹھے' یوں لگتا تھا' بقول شاعر ؎

نازک سے تھے گلاب جنہیں چوم چوم کر
منہ لال کردیا ہے نسیم بہار نے

پھر اس نے جو سوچا تھا' کر دیا۔ امریکی دہشت و وحشت اور ظلم کی خوفناک علامت رسوائے زمانہ سی آئی اے کے دو یہودی افسر فی النار ہو گئے اور وہ دور دیس سے وطن کی مٹی کو سلامی دینے لوٹ آیا۔ تحقیق بسیار کے بعد دشمنوں کو حقائق کا پتہ چل گیا انہوں نے ایمل کی تلاش میں صبح و شام ایک کر دی، ہر طرح ناکامی نے منہ چڑایا تو اس کی گرفتاری کے لیے بیس ملین ڈالرز کی خطیر رقم بطور انعام رکھی گئی جس پر کسی محب وطن پاکستانی نے کان تک نہ دھرا۔ پھر حکومت پاکستان پر دباؤ میں بتدریج اضافہ کیا گیا۔ یہاں ایک ایسا شخص ملک کا آئینی سربراہ تھا جو اپنے اب وجد کی طرح اب بھی بیرونی آقاؤں کا پشتینی وفادار اور آنریری مخبر تھا۔ جبکہ انتظامی حکمران انہی شہہ دماغوں کا تراشیدہ بت بے جان تھا۔ اول الذکر قریب رہ کر حرکات وسکنات کا مشاہدہ کر کے آگاہ کرتا رہا جبکہ ثانی الذکر کے احکامات سے کارروائی عمل میں لائی گئی۔ امریکن ایف بی آئی کے کمانڈوز کی مشاورت سے آپریشن کی بساط بچھائی گئی مہروں کو مقررہ جگہوں پر فٹ کر کے ڈی جی خان کے شالیمار ہوٹل پر دھاوا بول کر فرزندِ پاکستان کو اغوا کر لیا گیا۔ کچھ دیر اِدھر اُدھر مسافرت میں رکھ کر اسے غریب الدیار بنا دیا گیا۔ وہ ایک بار پھر غداران ملت کے ذریعے اعدائے اسلام کے پنجۂ استبداد میں آ چکا تھا۔

عظیم ایمل کاسی کو شدید ذہنی ٹارچرز دیئے گئے۔ اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا، قید و بند کے دوران اسے وضو کے لیے پانی اور نماز کی سہولت نہیں دی گئی وطن عزیز کے کئی نامور قانون دانوں نے امریکہ پہنچ کر ایمل کا کیس کرنے اور اسے قانونی تحفظ دلانے کے سرتوڑ سعی کی مگر سب بے سود۔ انہیں سرے سے اجازت ہی نہیں دی گئی۔ ملاقاتوں میں بھی حیلے بہانے سے مداخلت کی جاتی رہی۔ وہ تو غیر تھے، اپنوں کی حکومت نے بھی نفرت کی حد تک سرد مہری دکھائی۔ انہوں نے دھرتی کے بیٹے کو بچانے میں سرمو دلچسپی نہیں لی۔ موجودہ حکومت تو تھی ہی امریکیوں کی' جنرل مشرف چاہتے تو جان بخشی کرا سکتے تھے لیکن ان سے امید وفا عبث تھی۔ جو شخص ہزاروں افغان مسلمانوں کے قتل ناحق میں برابر کا شریک تھا وہ ایک صیہون دشمن کی حمایت کیونکر کر سکتا تھا؟ ایمل کو یقین ہو چکا تھا کہ قربان ہونے کا وقت آ پہنچا ہے۔ آدم خور درندے کوئی لحاظ نہیں کریں گے چنانچہ اس نے خم ٹھونک کر عدالت میں بیان دیا کہ:

''میں جھوٹ کا سہارا ہرگز نہیں لوں گا، میں عدالت کے روبرو سچ کہتا ہوں کہ دنیا بھر میں مسلمانوں پر امریکی اور یہودی مظالم کے خلاف اپنا احتجاج ریکارڈ کرانے کے لیے میں نے موقع ملنے پر سی آئی اے کے دو اہلکاروں کو قتل کیا تھا''

بہت لوگوں نے مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنے بیان میں ردو بدل کر دے، اسے پولیس تشدّد کا نتیجہ قرار دیدے، اس طرح اس کی جان بچ جائے گی لیکن اس نے تمام مشورے بالائے طاق رکھ کر صرف اور صرف سچ کو اپنایا۔ حق وصداقت کی پاسداری نے اسے جری اور پرسکون بنا دیا تھا۔ وہ تو کسی اور ہی منزل کا راہی تھا۔ اسے جھوٹ سے ازلی نفرت تھی اسی لیے وہ اسے بیساکھی بنانے سے عمداً گریزپا رہا۔

یادش بخیر! بیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں ایک شاتم رسول ہندو کو جہنم واصل کرنے والے نوجوان علم الدین نے بھی اسی کٹھن راستے کا انتخاب کیا اور اس میں سرخرو ہوا۔ وہ اپنے بیان میں کسی تغیر پر تیار نہ ہوا۔ اس نے ایک ذلیل کافر کو فی النار کیا اور خود ایک کافر جج کے فیصلے سے شہید ہو کر اصحاب الجنہ میں شامل ہوگیا۔ لوگ غازی علم الدین شہید کے عمل کو حیاتِ مستعار کا صحیح چلن قرار دیتے ہیں۔ ایمل کاسی نے بھی حصول منزل کے لیے اسی سنگلاخ راستے کو چنا اور اس پر برق رفتاری سے مسافرت کی منزلیں طے کرتا رہا۔ اس نے بھی دو دشمنان دین ملت کو واصل جہنم کیا، حق سچ پر ڈٹا رہا اور امام الکافرین کے حکم سے زنجیروں میں جکڑا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔ بظاہر وہ فرزند بلوچستان تھا، ہزاروں لاکھوں غیرت مند بلوچوں نے اس کے جنازے کو کندھا دیا، بعض باحمیت لوگوں کے باعث اسمبلیوں میں اس کے لیے دعائے مغفرت بھی کی گئی جو اس امر کی غماز ہے کہ ایمل کاسی دراصل فرزند اسلام تھا، وہ بے شک دریب بطل حریت تھا، بلا جرم وہ شہید وطن بھی تھا اور شہید ملت بھی۔ واصل بحق ہوتے وقت وہ پُرسکون تھا۔ اس کے دلِ بے قرار کو قرار آ چکا تھا، وہ نفس مطمئنہ کا مجسمہ تھا۔ اس نے آخری بیان میں کہا تھا کہ:

> ''میں نے جو کچھ بھی کیا خوب سوچ سمجھ کر کیا، میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ مجھے اس پر کوئی ندامت نہیں فخر ہے۔ اگر مجھے چھوڑ دیا جائے تو میں پھر وہی کروں گا جو پہلے کر چکا ہوں کہ امریکی ظلم اور یہودی طاغوت کا علاج اور جواب صرف اور صرف بندوق کی گولی سے دیا جاسکتا ہے اس کے سوا اس باطل کا اور کوئی علاج نہیں اور میں نے یہی کیا ہے''

شہید وطن محمد ایمل خاں کاسی کا یہ آخری بیان دراصل نوجوانانِ امت کے لیے ایک واضح سندیسہ ہے، ایک صاف اور سیدھی سادھی راہِ عمل ہے، ایک پُرجوش دعوت ہے، غلبہ اسلام اور آزادیٔ وطن کے تحفظ کے لیے جذب وجنوں اور سوز مستی سے لبریز سبق ہے۔ یہ قربانی، یہ ایثار، یہ جاں سپاری پوری قوم کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے، یہ دلیری ودلاوری کی دل خوش کیفیات سے لبریز ایک باصفا، باوفا ایمان پرور اور جانفزا پیغام ہے۔ بقولِ شاعر (تھوڑی ترمیم پر معذرت کے ساتھ) ؎

گلشن کے لئے خونِ جگر ہم نے دیا ہے
''اِس شام'' کو عنوانِ سحر ہم نے دیا ہے

حافظ محمد الیاس

فوج کے نام...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام

1۔سعد بن ابی وقاص کے نام

ذیل کا خط عقد الفرید میں بیان ہوا ہے۔

یہ حضرت عمر کا (جو مختصر نویس مشہور ہیں اور غالباً تھے بھی) سب سے لمبا خط ہے اور اس کا مضمون عالی وفوجی اقدار پر مشتمل ہے۔

''میں تم کو اور تمہاری فوج کو تاکید کرتا ہوں کہ

(۱) ہر حال میں خدا سے ڈرتے رہیں کیونکہ خدا کا خوف دشمن کے مقابلہ میں بہترین ہتھیار اور جنگ کی سب سے مؤثر چال ہے۔

(۲) تم اور تمہاری فوج دشمن سے جتنے چوکنا رہیں اس سے زیادہ ''معاصی'' سے ہوشیار رہیں کیوں کہ فوج کو دشمن سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا خود اپنے معاصی سے پہنچتا ہے۔

(۳) مسلمانوں کی فتح کا راز یہ ہے کہ ان کا دشمن گرفتار ''معاصی'' ہے اگر ایسا نہ ہو تو ہم دشمن پر فتح نہ پا سکیں، کیوں کہ ہماری تعداد اس سے کم ہے اور ہمارے ہتھیار اس کے ہتھیاروں سے گھٹیا ہیں، اگر ''معاصی'' میں ہم دشمن کے برابر ہوں تو وہ قوت میں ہم سے بڑھ جائے گا اور اگر ہم اپنی راست بازی کی قوت سے اس پر غلبہ نہ پا سکیں تو اپنی فوجی قوت سے یقیناً نہیں پا سکیں گے۔

(۴) تم کو یاد رہے کہ خدا کی طرف سے ایسے فرشتے مامور ہیں جو تمہارے چال چلن پر نظر رکھتے ہیں، جن کو تمہارے ہر فعل کا علم ہوتا ہے، ان سے غیرت کرو اور خدا کی نافرمانی (معاصی) سے بچتے رہو۔

(۵) یہ نہ کہو کہ دشمن چوں کہ برا ہے اس لیے کبھی ہم پر فتح نہ پا سکے گا کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض قوموں پر ان سے بڑی قومیں غالب آ جاتی ہیں جس طرح مجوسی کافر بنو اسرائیل پر غالب آ گئے جب کہ بنو اسرائیل نے نافرمانیوں سے خدا کو ناراض کیا۔

(۶) خدا سے دعا مانگو کہ تمہارے اندر ''معاصی'' سے بچنے کی طاقت پیدا ہو اور یہ دعا اسی خلوص سے ہو جس سے دشمن پر فتح پانے کی دعا مانگتے ہو، میں بھی اپنے اور تمہارے لیے خدا سے یہ دعا مانگتا ہوں۔

(۷) کوچ کی حالت میں فوج کے آرام کا خیال رکھو اور اتنا زیادہ ان کو نہ چلاؤ کہ تھک جائیں۔

(۸) ایسی جگہ ٹھہرنے سے ان کو نہ روکو، جہاں سہولت و آرام ہو، تاکہ وہ جب دشمن کے مقابل ہوں تو ان کی توانائی بحال ہو۔

(۹) دورانِ کوچ' ہر ہفتہ ایک دن اور ایک رات قیام کر دو تاکہ فوج کو آرام ملے اور وہ اپنے ہتھیار اور سامان درست کر سکیں۔

(۱۰) جن لوگوں سے تم صلح کر و یا جو جزیہ دے کر تمہاری پناہ میں آ جائیں، ان کی بستیوں سے دور پڑاؤ ڈالو اور کسی کو ان بستیوں میں نہ جانے دو سوائے اس شخص کے جس کی سیرت پر تم کو پورا پورا بھروسہ ہو۔

(۱۱) تمہارا کوئی سپاہی یا فوجی افسر بستی والوں کی کسی چیز پر ناجائز قبضہ نہ کرے، کیوں کہ تم نے ان کی حفاظت ان کی جان مال اور آبرو کے احترام کا ذمہ لیا ہے اور یہ ایک آزمائش ہے جس طرح اپنے مواخذات سے عہدہ برآ ہونے کی ذمہ داری ان کے (یعنی ذمیوں اور اہل معاہدہ) کے لیے ایک آزمائش ہے، جب تک وہ اس ذمہ داری کو خوبی سے انجام دیتے رہیں، تمہارا فرض ہے کہ تم ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

(۱۲) جن لوگوں سے تم نے صلح کی ہو ان پر ظلم و ستم کر کے دشمن پر فتح پانے کی خواہش نہ کرو۔

(۱۳) جب دشمن کے علاقہ میں پہنچو تو تحقیق حال کے لیے جاسوس بھجوا دو، دشمن کے حالات سے پوری طرح باخبر رہو۔

(۱۴) تمہارے پاس جاسوس اور مشورہ کے لیے ایسے عرب یا مقامی غیر عرب ہوں جن کی نیک نیتی اور حق گوئی پر تم کو اعتماد ہو، کیوں کہ عادتاً جھوٹا اگر سچی خبر بھی لائے تو تم کو اس سے فائدہ نہ ہوگا اور دھوکہ باز تمہارے خلاف جاسوسی کرے گا نہ کہ تمہارے حق میں۔

(۱۵) دشمن کے علاقہ سے قریب پہنچ کر تم کو چاہیے کہ ادھر ادھر رسالے بھیجو اور دشمن اور اپنے درمیان دستے پھیلا دو، یہ دستے رسد اور فوجی اہمیت کی چیزوں کو دشمن تک پہنچنے سے باز رکھیں اور رسالے دشمن کی دفاعی خامیاں دریافت کریں۔

(۱۶) رسالوں کے لیے ایسے لوگ منتخب کرو جو بہادر اور صائب رائے ہوں اور ان کو تیز رفتار گھوڑے دو۔

(۱۷) دستوں میں ایسے لوگ ہوں جن کو جہاد کی لگن ہو اور جو تلواروں کے نیچے پامردی سے ڈٹے رہیں۔

(۱۸) رسالوں اور دستوں کے انتخاب میں ذاتی دلچسپی کو دخل نہ دو، کیوں کہ ایسا کرنے سے تمہارے مشن کو جو نقصان پہنچے گا اور تمہاری لیاقت پر جو حرف آئے گا وہ اس فائدہ سے کہیں زیادہ ہوگا جو دوستوں کے ساتھ رعایت کرنے سے ممکن ہے۔

(۱۹) رسالے اور دستے اسی سمت کو بھیجو جہاں ان کے شکست کھانے، نقصان اٹھانے یا تباہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۲۰) جب دشمن تمہارے سامنے آئے تو اپنی بکھری ہوئی فوجیں، رسالے اور دستے سب اپنے قریب جمع کر لو اور اپنی قوت

اور چالوں سے کام لینے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

(۲۱) جب تک دشمن خود حملہ آور نہ ہو لڑنے میں جلدی نہ کرو، تا کہ تم اس کی فوجی خامیوں اور دفاعی کمزوریوں سے واقف ہو سکو اور اپنے گرد و پیش سے مقامی باشندوں کی طرح باخبر ہو جاؤ، اس واقفیت کے بعد تم اس بصیرت سے لڑ سکو گے جس سے دشمن لڑنے پر قادر ہو گا۔

(۲۲) اس کے علاوہ تم اپنی فوج پر پہرہ دار مقرر کرو اور حتی المقدور شب خون سے چوکنا رہو۔

(۲۳) اگر کوئی ایسا قیدی جس کو امان نہ دی گئی ہو تمہارے پاس لایا جائے تو اس کی گردن مار دو تا کہ دشمن کے دل میں ڈر بیٹھ جائے، اللہ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا نگہبان ہے اور اسی کی مدد پر فتح کا دارومدار ہے۔

2۔ سعد نے فتح قادسیہ کے بعد مرکز کو خوش خبری کا خط بھیجا اور اس میں لکھا کہ جنگ ختم ہونے کے دوسرے دن شام سے سات سو ستر مجاہدوں کی کمک وارد ہوئی ہے، میں نے ان کو مال غنیمت میں شریک نہیں کیا اور اس باب میں آپ کی رائے کا منتظر ہوں، جواب میں حضرت عمرؓ نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سلام علیک، میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے نبی محمد ﷺ پر درود بھیجتا ہوں، تمہارا خط ملا اس فتح کے لیے خدا کا بہت بہت شکر گزار ہوں جو تمہارے ہاتھوں اس نے ہم کو عطا کی خدا نے مجھ کو تمہارا حاکم اعلیٰ بنا کر میری آزمائش کرنا چاہی ہے۔ جس کو میرا ماتحت کر کے تمہاری آزمائش کرنا چاہی ہے۔ **وانی واللہ لا احصی شینا من امور کم فا علمه واما اذا جتمع صلح**(؟) جب حاکم ہمدرد اور رعایا اس کی خیر اندیش ہو تو حاکم کا فرض ہے کہ رعایا کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور رعایا کا فرض ہے کہ وہ اس برتاؤ کی قدر کرے اور حاکم کی شکر گزار ہو، مالِ غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو جنگ میں شریک ہوں اور جو لوگ بطور کمک جنگ ختم ہونے کے تین دن کے اندر آئیں ان کو بھی مالِ غنیمت کا کچھ حصہ ملنا چاہیے۔ تمہارے غلام اور موالی اگر جنگ شروع ہونے کے تین دن کے اندر شریک ہوں تو وہ بھی مال غنیمت سے حصہ پائیں گے جو مال و متاع بطور غنیمت تمہارے قبضہ میں آئے اس کی تقسیم انصاف سے کرو۔

3۔ زہرہ بن حویہ حشمی سعد کے مقدمۃ الجیش کے ایک نوعمر، نڈر اور چابک دست کمانڈر تھے۔ ہر خطرہ میں گھس جاتے تھے، تلوار بازی اور تیر اندازی میں ان کو غیر معمولی مہارت تھی۔ جنگ قادسیہ میں بہت سے ایرانی اُن کی تلوار کا شکار ہوئے، ان میں ایک بہت بڑا فوجی افسر جالینوس تھا، زہرہ نے اس کی وردی اور ہتھیار اتار لیے وردی پر اتنا قیمتی کام تھا کہ کہا جاتا ہے اس کی قیمت ستر ہزار درہم (تقریباً چالیس ہزار روپے) تھی زہرہ وردی پہن کر سعد کے پاس آئے تو سعد نے وردی اتار لی اور ترشی سے کہا کہ تم نے میری اجازت کا بھی انتظار نہ کیا اور وردی پر قابض ہو گئے۔ زہرہ کو یہ سختی ناگوار ہوئی اور

انہوں نے شکایت کا خط مرکز کو لکھا اور سعد نے بھی زہرہ کی بے ضابطگی اور اس قدر قیمتی وردی پر تن تنہا قابض ہونے کی شکایت کی تو حضرت عمرؓ نے ذیل کا خط بھیجا۔

(۲) تم زہرہ جیسے شخص سے الجھے، حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ اس نے جنگ کی آگ میں کیسی کیسی لپٹیں کھائی ہیں اور ابھی یہ آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی ہے۔

(۳) سخت گیری سے اس کا حوصلہ نہ توڑ و اور نہ اس کا دل برا کرو۔

(۴) وردی اور ہتھیار جو اس نے جالینوس کو مار کر لیے ہیں۔ بحال کر دو اور اس کو دوسرے مجاہدین قادسیہ سے پانچ سو درہم زیادہ عطا (سالانہ تنخواہ) دو۔

4۔ ذیل کے دو خط سعد کے ان دو مراسلوں کے جواب میں ہیں جن میں انہوں نے فتح قادسیہ کے بعد حضرت عمرؓ سے مشورہ کیا تھا کہ سواد کے رئیسوں اور کاشتکاروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔

پہلے مراسلہ میں انہوں نے لکھا: سواد کے بعض رئیس دعویٰ کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے خالدؓ اور مثنیٰ کی فتوحات کے زمانہ میں ان سے معاہدے کئے تھے مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہے خالدؓ اور مثنیٰ سے معاہدہ کرنے والے سارے رئیس باستثناء بانقیا، باسما اور اُلیس الآخرۃ، معاہدے توڑ کر باغی ہو گئے تھے، ان رئیسوں کا دعویٰ ہے کہ ایرانیوں نے ان کو عہد شکنی اور مسلمانوں سے لڑنے پر مجبور کیا تاہم نہ تو وہ ہم سے لڑے اور نہ اپنے علاقے چھوڑ کر بھاگے۔ دوسرے مراسلہ کا مضمون یہ تھا: اہل سواد جنگ کے زمانہ میں گھر بار چھوڑ کر محفوظ جگہ چلے گئے تھے اور ایک جماعت نے مدائن میں پناہ لی تھی۔ جنگ کے بعد متعدد رئیس ہمارے پاس آئے جنہوں نے پاس عہد کیا تھا اور ہمارے خلاف جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے، ہم نے ان کے وہ معاہدے جو انہوں نے ہمارے پیش رو مسلمانوں (یعنی خالدؓ اور مثنیٰ) سے کیے تھے۔ مشروط طور پر بحال کر دیئے ہیں۔ بتایئے ایسے لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے جو

(۱) معاہدوں پر قائم رہے۔

(۲) جو گھر بار چھوڑ کر چلے گئے۔

(۳) جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو عہد شکنی اور لڑنے پر مجبور کیا گیا مگر وہ نہ تو بھاگے اور نہ لڑے۔

(۴) جو مقیم رہے اور جزیہ دینے کو تیار ہیں۔ امیر المومنین ہم ایک بڑے دل نشین اور سرسبز ملک میں ہیں جہاں کی بستیاں اور اراضی جنگ کے زیر اثر اجڑ گئی ہیں۔ ہماری رائے ہے کہ اہل سواد کی دل جوئی کی جائے اور ان کے ساتھ نرم برتاؤ کیا جائے اس سے سواد کی زراعت اور خوش حالی قائم رہے گی اور دشمن کے حوصلے بھی پست ہو جائیں گے۔

حضرت عمرؓ نے خط پا کر ایک عام جلسہ میں تقریر کی اور حاضرین کو دونوں مراسلوں کے مضمون سے آگاہ کر کے

ان کی رائے معلوم کی، عمائدین صحابہ نے کہا: جو معاہدہ رئیس اپنے اپنے علاقوں میں رہے ہوں اور انہوں نے ایرانیوں کے ساتھ تعاون نہ کیا ہو، ان سے جو معاہدے کیے گئے ہوں وہ برقرار رکھے جائیں۔

(۲) جو معاہد اس بات کے مدعی ہوں کہ ان کو ایرانیوں نے نقضِ عہد اور جنگی تعاون پر مجبور کیا، مگر انہوں نے عہد توڑا اور نہ جنگی مدد دی، ایسے لوگوں کے حق میں اگر شہادت مل جائے تو ان کے معاہدوں کو منسوخ کر دیا جائے اور ان سے نئے معاہدے کیے جائیں۔

(۳) جو لوگ گھر بار چھوڑ کر چلے گئے ہوں ان کے معاملہ میں مسلمانوں کو اختیار ہے کہ چاہے ان سے مصالحت کر کے جزیہ گذار بنالیں یا ان کی اراضی واملاک پر خود قابض ہو جائیں۔

(۴) جو لوگ اپنے گھر مقیم رہے رہوں اور مسلمانوں کی سیادت تسلیم کریں، ان پر جزیہ لگایا جائے ورنہ ان کو گھر بار چھوڑ کر جلا وطن ہونے پر مجبور کیا جائے۔

پہلے مراسلہ کا جواب

واضح ہو کہ خدائے بزرگ و برتر نے ہر معاملہ میں انسان کو (بشرط مجبوری) ترک واخذ کا حق دیا ہے مگر دو معاملے اس سے مستثنیٰ ہیں انصاف اور خدا کی یاد۔ خدا کی یاد میں کسی انسان کو کسی حال میں ترک واخذ کا حق نہیں ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ کیا جائے۔ انصاف کے معاملہ میں بھی کسی کو یہ اختیار نہیں کہ ایک کے ساتھ انصاف کرے اور ایک کے ساتھ نہ کرے، بلکہ اس پر لازم ہے کہ عزیز و بے گانہ، دوست و دشمن، مصیبت و شادمانی، ہر شخص اور ہر حال میں انصاف سے کام لے۔ اگر چہ نرم نظر آتا ہے، مگر اس میں ظلم و باطل کے توڑنے اور خدائی نافرمانی کو روکنے کی بے پناہ قوت ہے۔

(۲) جو اہلِ سواد معاہدے پر قائم رہے ہوں اور انہوں نے کسی طرح تمہارے خلاف کارروائی نہ کی ہو تو وہ تمہاری امان میں ہیں اور ان سے جزیہ وصول کیا جائے۔

(۳) جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو عہد شکنی پر مجبور کیا گیا، مگر انہوں نے تم سے نہ تو جنگ کی نہ جلا وطن ہوئے تو تم کو اختیار ہے چاہے ان کا دعویٰ مان لو اور چاہے اس کو رد کر کے مزعومہ معاہدوں کو برقرار نہ رکھو اور ان کو ایرانی علاقہ میں پہنچا دو۔

دوسرے مراسلہ کا جواب

جو رئیس اپنے اپنے علاقوں میں مقیم رہے ہوں ان کے ساتھ اہلِ معاہدہ کا سا معاملہ کیا جائے، کیونکہ کہ وہ گھر بار چھوڑ کر نہیں گئے اور نہ انہوں نے تمہارے خلاف کوئی کارروائی کی۔

(۲) جن کاشت کاروں کا طرز عمل یہ رہا ہو ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جائے۔

(۳) جو رئیس دعویٰ کریں کہ ان سے معاہدے کیے گئے تھے (اور انہوں نے تمہارے خلاف ایرانیوں کے ساتھ تعاون نہ کیا ہو) اور ان کے دعویٰ کی تائید میں ثبوت فراہم ہو تو وہ بھی جزیہ دے کر مسلمانوں کی امان میں رہیں گے اور اگر ثبوت ان کے خلاف بہم ہو تو ان کے پرانے معاہدے منسوخ کر دیے جائیں اور ان سے نئے معاہدے کیے جائیں۔

(۴) جن رئیسوں نے ایرانیوں کے ساتھ تعاون کیا ہو اور گھر بار چھوڑ کر چلے گئے ہوں تو ان کے معاملہ میں تم کو خدا کی طرف سے اختیار ہے کہ ان کو بلا کر ان کی اراضی اور املاک لوٹا دو اور وہ جزیہ دے کر مسلمانوں کی امان میں رہیں، اور اگر وہ واپس آنا پسند نہ کریں تو ان کی اراضی و املاک آپس میں بانٹ لو۔

5۔ قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج بلاذری نے فتوح البلدان اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت عمرؓ کا ایک خط نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے سواد فتح کر کے مطالبہ کیا تھا کہ وہاں کی اراضی اور باشندے ان کی ملک میں دے دیئے جائیں مگر حضرت عمرؓ نے یہ مطالبہ نہ مانا اور ذیل کا خط لکھا۔

(۱) ''تمہارا خط ملا' تم نے لکھا ہے کہ مسلمان وہ اراضی آپس میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں جس کو انہوں نے بزورِ شمشیر فتح کیا ہے۔''

(۲) میرا یہ خط پا کر دیکھو کہ مسلمان تمہارے لشکر میں شکست خوردہ دشمن کا کیا سامان اور مویشی لائے ہیں' اس سامان کو خمس نکال کر لشکر پر تقسیم کر دو۔

(۳) اور اراضی، دریاؤں اور نہروں کو ان لوگوں کے پاس چھوڑ دو جو ان کو کاشت کرتے رہے ہیں، تا کہ ان سے جو خراج وصول ہو وہ مسلمانوں کی تنخواہوں اور وظیفوں میں دیا جا سکے، اگر تم نے سواد کی اراضی فوج میں تقسیم کر دی تو بعد میں آنے والی نسلوں کے لیے کچھ نہ بچے گا۔

(۴) میں نے تم کو ہدایت کی تھی کہ جب کسی قوم سے مقابل ہو تو لڑنے سے پہلے اس کو اسلام کی دعوت دو۔

(۵) اور یہ کہ جو شخص جنگ سے پہلے دعوت قبول کر لے گا۔ اس کی حیثیت دوسرے مسلمانوں کی سی ہوگی، اس کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور اس پر وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو مسلمانوں پر عائد ہیں اور اس کو مالِ غنیمت میں حصہ بھی ملے گا۔

(۶) اور جو شخص جنگ اور شکست کے بعد اسلام لائے گا، اس کی حیثیت بھی مسلمان کی سی ہوگی لیکن اس کی دولت کے مالک مسلمان ہوں گے۔ کیوں کہ اسلام لانے سے پہلے اس کی دولت مسلمانوں کی ملک ہو چکی ہے۔

6۔ جسر کی شکست میں چار ہزار مسلمان قتل اور غرق ہوئے' دو ہزار بھاگ کر صحراؤں اور مدینہ میں چھپ گئے اور مثنیٰ بن حارثہ کے پاس صرف تین ہزار کی جمعیت رہ گئی' ایرانیوں سے نمٹنے کے لیے انہوں نے مرکز سے کمک طلب کی' حضرت عمرؓ

نے یمن کے قبیلہ بجیلہ کو جو اس وقت مدینہ آیا ہوا تھا مثنیٰ کی مدد کو بھیجنا چاہا مگر ان کو عراق کی بجائے شام جانے پر اصرار تھا اس کی ایک وجہ یہ تھی جسر کی تباہی سے لوگ ڈرے ہوئے تھے اور دوسرے شام کے محاذ پر یمن کے بہت سے قبیلے جا چکے تھے اور بجلیہ اپنے ہم نسب قبائل کے ساتھ رہنے کے خواہش مند تھے۔ وقت کے شدید تقاضا کے زیر اثر حضرت عمرؓ نے بجیلہ کو ایک رعایت دے کر عراق کی طرف مائل کرنا ضروری سمجھا انہوں نے جریر سے کہا جو بجیلہ کے لیڈر تھے کہ اگر تم عراق کے محاذ پر چلے جاؤ تو تمہیں اور تمہارے قبیلہ کو فتوحات کے خمس کا چوتھائی حصہ دیا جائے گا۔ قبیلہ نے یہ پیشکش منظور کی یہ تو طبری (۴/۷۰) کے راویوں کا قول ہے اس کے علاوہ ایک روایت جسے فتوح البلدان (ص ۲۷۷) نے نقل کیا ہے اور جس کی بنیاد پر ذیل کا خط وارد ہوا ہے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے مفتوحہ اراضی وغنائم کے چوتھائی حصہ کا وعدہ کیا تھا اور ایک تیسری روایت تو یہاں تک ہے کہ تین برس تک قبیلہ بجلیہ کو سواد کا چوتھائی خراج بھی دیا جاتا رہا حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے جریر کو اس بات پر مائل کیا کہ وہ سارے مسلمانوں کے حق میں اس آمدنی سے دستبردار ہو جائیں اور وہ ہو گئے۔ جلولائیں ایرانیوں نے دوسری بڑی شکست کھائی اور سواد کا سارا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا تو بجلیہ نے فتوحات کا چوتھا حصہ طلب کیا، سعد نے اس کی اطلاع مرکز کو دی تو یہ خط آیا۔

''اگر جریر یہ سمجھتے ہوں کہ ان کی فوج اور انہوں نے ''مؤلفۃ القلوب'' کے خاص حصہ کی خاطر جنگ کی تھی تو ان کو یہ حصہ دے دو اور اگر انہوں نے جنگ اسلام کی خاطر اور انعام ایزدی کے حصول کے لیے کی تھی تو وہ دوسرے مسلمانوں کی طرح ہیں' ان کو وہی فوائد حاصل ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کو ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو دوسرے مسلمانوں پر ہیں۔''

7۔ عتبہ بن غزوان کے نام

اُبلّہ ۱۴ھ میں صحابی عتبہ بن غزوان کی قیادت میں فتح ہوا، یہ اہم بندرگاہ دجلہ اور فرات کے دھانہ کے پاس بصرہ سے کوئی چودہ میل شمال مشرق میں خلیج فارس پر واقع تھی، جہاں ہندوستان جزائر ہند اور چین سے تجارتی جہاز آتے تھے، اس پر فارسیوں کا قبضہ تھا، یہاں کے مالِ غنیمت سے ایک شخص کو حصہ میں ایک بڑی دیگچی ملی جو پیتل کی خیال کی گئی مگر واقعتہً سونے کی تھی، جب حقیقتِ حال کا علم عتبہ کو ہوا تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا کہ آیا دیگچی واپس لے لی جائے یا پانے والے کے پاس رہنے دی جائے۔

''اگر سلمہ (دیگچی پانے والے کا نام) خدا کی قسم کھا کر کہے کہ اس نے دیگچی کو پیتل کا سمجھ کر لیا تھا تب تو اس کے حق میں بحال رکھی جائے ورنہ اس کو مسلمان آپس میں بانٹ لیں۔''

مولانا مشتاق احمد (چنیوٹ)

دنیا کی بے ثباتی

اللہ جل شانہٗ نے دنیا کو انسان کیلئے ایک امتحان گاہ بنایا ہے۔ وہ انسان کو آزماتا ہے کہ انسان اچھے عمل کرتا ہے یا برے، خیر و نیکی کا ساتھ دیتا ہے یا برائی اور شر کا۔ اگر جائز حدود میں رہ کر دنیا حاصل کی جائے تو کوئی قباحت نہیں ہے۔ اور اگر طلب دنیا کے لئے جائز، ناجائز، حلال و حرام کا امتیاز اٹھا دیا جائے تو یہ گناہِ عظیم اور ہلاکت کا باعث ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں ''انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اصل راز یہ ہی رہا ہے کہ وہ دنیا کو قلب سے نکالیں گو ہاتھ میں بقدر ضرورت رہے۔ قلب تو بس حق تعالیٰ ہی کے رہنے کی جگہ ہے۔ صاحبو! قلب کو صاف رکھو، نہ معلوم کس وقت نورِ حق اور رحمت حق قلب پر جلوہ گر ہو جائے۔ اس لئے ہر وقت اس کے مصداق بنے رہو۔

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند ، آگاہ نباشی

ان فضولیات کو چھوڑ دو، کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہو، مسلمانوں اور کافروں میں تو یہی فرق ہے کہ مسلمان عاقبت کی فکر میں لگے ہیں اور دنیا کو چھوڑے ہوئے ہیں اور کفار عاقبت کو چھوڑے ہوئے ہیں اور دنیا کی فکر میں لگے ہیں۔

(الافاضات الیومیہ ملفوظ نمبر ۱۵ یکم شوال المکرم ۱۳۵۰ھ)

مزید فرماتے ہیں: ''دنیائے مذموم و ملعون کی مثال ایسی ہے جیسے کوڑے پر سبزہ جما ہوا، جس کو کوئی دیکھنے والا سمجھے کہ یہ ایک چمن ہے اور اس کے ظاہر رنگ و روپ کو دیکھ کر فریفتہ اور جب وہاں پہنچے تو نجاست سے بھر جائے۔ یہی حال دنیا کا ہے کہ ظاہر تو اس کا بہت بھلا ہوتا ہے مگر اندر نجاست بھری ہوتی ہے۔ یا خوبصورت سانپ کی سی مثال ہے جس کا ظاہر تو اچھا ہے نقش و نگار سے آراستہ ہے مگر اندر زہر بھرا پڑا ہے۔

زہرِ ایں مارِ منقش قاتل است
باشد ازوے دور ہرکو عاقل است

اگر بچے کے سامنے سانپ چھوڑ دو تو وہ اس کی ظاہری خوبصورتی کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور اس کو پکڑ لیتا ہے۔ اس کو یہ خبر نہیں کہ اس کے اندر زہر بھرا ہوا ہے۔ مگر اس کا انجام کیا ہوگا؟ ہماری حالت بھی اسی بچے کی سی ہے کہ ہم دنیا کی ظاہری آب و تاب اور نقش و نگار اور رنگ و روپ پر فریفتہ ہیں اور اندر کی خبر نہیں۔ یہ بھی تجربہ ہے کہ سانپ جتنا خوبصورت ہوتا ہے اسی قدر زہریلا ہوتا ہے۔ اسی لئے حقیقت شناس اس کی طرف رغبت نہیں کرتے'' (کمالات اشرفیہ، ص ۱۴۹)

دنیا کی حقیقت سے روشناس کرانے اور دنیا کے شیدائیوں کو راہ اعتدال پر لانے کیلئے مختلف بزرگوں نے بڑے عمدہ

اورنرالے انداز اختیار کئے ہیں۔جن میں سے ایک انداز درج ذیل ہے۔

عقل مند آدمی کبھی بھی دنیا میں اس طرح مستغرق نہیں ہوتا کہ وہ دین و آخرت کو بھول جائے۔ بلکہ وہ دنیا کو بقدر ضرورت اختیار کرتا ہے اور ضرورت سے زائد دنیا سے دور بھاگتا ہے۔عقل مند انسان دنیا سے درج ذیل وجوہ کی بنیاد پر گریز کرتا ہے۔

(۱)۔ انسان کا کمال اس چیز میں ہے کہ وہ الٰہیات کا عالم ہو اور جسمانیات میں وہ بادشاہ اور مالک ہو اور ان دونوں قسم کے مراتب میں بعد عظیم ہے جو کہ غیر متناہی ہے۔اور مطلق کمال اِن دونوں امور میں صرف اللہ کی ذات کیلئے ہے اور اس کے علاوہ ہر چیز ناقص ہے اور ناقص کو جب اپنے نقص کا علم ہو جائے اور وہ لذتِ کمال کا ذائقہ چکھ لے تو وہ کمال کی طلب کے سلسلہ میں مسلسل رنج والم کا شکار رہتا ہے۔اور مطلق کمال صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو حاصل ہے اور انسان کیلئے اس کمال کا حصول ممتنع ہونے کی وجہ سے وہ مسلسل اضطراب کا شکار رہتا ہے۔

(۲)۔ خطباء و بلغاء نے دنیا کی مذمت میں جو کچھ بیان کیا ہے،اس کا خلاصہ تین چیزیں ہیں۔

(۱) دنیوی سعادتیں جلد ختم ہونے والی اور اس کے زوال کے وقت فناء اور رنج تک پہنچانے والی ہیں اور ان دنیوی سعادتوں کے حصول کے وقت انسان کو جو لذت حاصل ہوتی ہے۔ان سعادتوں کے زوال کا غم،ان کے حصول کی لذت سے زیادہ ہے۔

(ب) دنیوی سعادتیں خالص نہیں ہیں بلکہ ان میں ناپسندیدہ امور کی ملاوٹ ہے۔

(ج) اللہ کی مخلوق میں سے گھٹیا قسم کی مخلوق،اعلیٰ مرتبہ والی مخلوق کے ساتھ ان دنیوی سعادتوں (اور نعمتوں) میں برابر کی شریک ہے بلکہ بسا اوقات گھٹیا لوگ اعلیٰ لوگوں سے ان دنیوی سعادتوں میں بڑھ جاتے ہیں۔

یہ تین پہلو انسان کو ان دنیوی لذات سے متنفر کرتے ہیں اور جب عقلمند کو معلوم ہوتا ہے کہ ان لذات کے ساتھ یہ تین متنفر کرنے والے امور لازماً پائے جاتے ہیں تو وہ لامحالہ دنیا سے نفرت کرتا ہے۔

(۳)۔جسمانی لذتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور ان جسمانی لذات کا خلاصہ رنج والم کو دور کرنا ہے۔لذتِ طعام نام ہے بھوک کی اذیت کو دور کرنے کا،لذت جماع نام ہے اس تکلیف کو دور کرنے کا غلبہ شہوانیت کے نتیجے میں جمع شدہ جوش کا ثمرہ ہے۔حکمرانی اور سرداری کی لذت عبارت ہے اس اذیت کو دور کرنے سے جو،انتقام کی خواہش اور سرداری کی طلب کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔جب ان لذات کا حاصل تکلیف کو دور کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے تو لامحالہ عقل کے نزدیک یہ لذات حقیر،گھٹیا اور ٹھہرتی ہیں۔

جب عقل مند شخص ان حقائق پر غور کرتا ہے تو اسے یقینی علم حاصل ہو جاتا ہے کہ ان لذات کی طلب اور کوشش میں کوئی بہتری نہیں ہے۔دوسری طرف ان تینوں امور کی شدید محبت اور ان تک پہنچنے کی مکمل رغبت انسان کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے اور جب تک وہ زندہ ہے ان لذات کا طلبگار رہتا ہے اور ان لذات کو طلب کرنے کی وجہ سے وہ مصائب و آفات کا شکار ہوتا ہے۔(تفسیر کبیر امام رازی،جلد ۸،صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۵)

نصوص صریحہ،قطعیہ اوراحادیث مبارکہ اور دلائل عقلیہ کے پیش نظر عقلمند آدمی نفسانی خواہشات کے تیز رو گھوڑے کو لگام دیئے رکھتا ہے، وہ ایسے انداز میں زندگی بسر کرتا ہے جیسے رسول اکرم ﷺ نے الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر (دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے) سے تعبیر فرمایا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام رازیؒ کے دنیوی نعمتوں کی حقیقت سے متعلق مضمون نقل کرنے کے بعد حضرت تھانویؒ کے چند مزید ملفوظات نقل کئے جائیں، جن سے فکر آخرت کی ترغیب پیدا ہوتی ہے۔

(۱) کوئی شخص دنیا نہ کماتا ہو مگر دین سے غافل ہو تو اس کو حبِ دنیا حاصل ہے اور کسب دنیا حاصل نہیں۔ کیونکہ دین سے غفلت ہونا یہی حب دنیا ہے۔

(۲) میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا کو چھوڑ دو اور تمام تعلقات کو ترک کر دو بلکہ غرض یہ ہے کہ دنیا میں اس قدر منہمک نہ رہو کہ خدا کو بھی بھول جاؤ بلکہ دنیا کو حقارت کی نظر سے دیکھو اور خاصانِ خدا کی عزت کرو۔

(۳) تاریخ اس امر کی شہادت دے رہی ہے کہ مسلمانوں کی دنیا دین کے ساتھ درست ہوتی ہے یعنی جب ان کے دین میں ترقی ہوتی ہے تو دنیا میں بھی ترقی ہوتی ہے اور جب دین میں کوتاہی ہوتی ہے تو دنیا بھی خراب ہو جاتی ہے۔

(۴) دنیا کو فانی سمجھو، عملاً بھی اور استحضاراً بھی اور اس کو ہر وقت یاد رکھو تاکہ درجۂ حال حاصل ہو جائے اور اس کو ہر وقت یاد رکھو تاکہ درجۂ حال حاصل ہو جائے۔ اس اعتقاد میں جو شخص پختہ ہوگا اور رسوخ حاصل کرے گا، اس کو اعمال صالحہ کی زیادہ توفیق ہوگی کیونکہ اصل مرض دنیا سے جی لگانا ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ فنائے دنیا کو سوچتا رہے۔

(۵) فرائض کی پابندی اور محرمات سے اجتناب کا نام طلب آخرت ہے۔

(۶) ارادۂ آخرت کہتے ہی ایمان اور عمل صالح میں سعی کرنے ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر طلب آخرت متحقق ہی نہیں ہو سکتی۔ طلب کیلئے علامت بھی چاہیے۔ طلب آخرت کی علامت یہی ہے کہ ایمان اور عمل صالح اختیار کیا جائے۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 30 جنوری 2003ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم (امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: رات قیام کرنے والے حضرات گرم چادر ہمراہ لائیں۔

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم جامعہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

عبدالرحمٰن جامی نقشبندی

ذکر......اطمینان قلب

سیدالمرسلین جناب رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تمام اذکار میں سب سے افضل۔

۱۔ لَااِلٰہَ اِلَّااللہ ہے اور سب دعاؤں سے بہتر دعا ہے الحمدللہ۔ مشکوٰۃ

رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ سعادت منداور نفع اٹھانے والا میری شفاعت سے وہ شخص ہے جو کلمہ زیادہ پڑھے۔ ایک ارشاد میں فرمایا جو شخص یہ کلمہ ۱۰۰ مرتبہ روز پڑھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو اس حال میں اٹھائیں گے کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔ جن کی زبانیں اس کلمہ سے تروتازہ رہتی ہیں وہ ہنستے ہوئے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ''فضائل ذکر''

۲۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

فضیلت

جب وضو کر چکے تو آسمان کی طرف منہ اٹھا کر یہ کلمہ پڑھے اس کے پڑھنے والے کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ چاہے وہ جس دروازے سے جنت میں داخل ہو جائے (مشکوٰۃ)

۳۔ لَا اِلٰہَ اِلَّااللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْوَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ.

فضیلت

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص یہ کلمات پڑھے گا اس کے لئے بیس لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی (طبرانی) پانچ مرتبہ پڑھنے پر ایک کروڑ نیکیاں ہیں۔

۴۔ سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْمِ.

فضیلت

ہادی عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص روزانہ سو مرتبہ یہ وظیفہ پڑھے گا۔ اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے چاہے وہ کثرت میں سمندر کے جھاگوں کے برابر کیوں نہ ہوں۔ ایک ارشاد میں فرمایا تم میں سے کوئی اس بات کو نہ چھوڑے کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں ہو جائیں گی۔ سو مرتبہ ذیل بالا یہ تسبیح پڑھ لیا کرو، ایک ہزار نیکیاں ہو جائیں گی۔

۵۔ رَضِیْتُ بِاللہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍنَبِیًّا صلی اللہ علیہ وسلم

فضیلت

خاتم الانبیاء سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا جو بندہ صبح و شام اس دعا کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ قیامت کے دن اس کو راضی اور خوش کروں۔

۶۔رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اُحد پہاڑ کے برابر عمل کر لیا کرو اصحابؓ رسولؐ نے عرض کیا ہادی عالمؐ اتنی کس کی طاقت ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

سُبْحَانَ اللهِ . اَلْحَمْدُلِلّٰهِ لَاإِلٰهَ إِلَّااللهُ اَللهُ اَكْبَرُ کا ثواب اُحد سے زیادہ ہے۔:(البزاز)

۷۔حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی مختصر وظیفہ بتائیں آپ نے فرمایا دس مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ میرے لئے ہے پھر سبحان اللہ دس مرتبہ کہا کرو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہاں یہ بھی میرے لئے ہے۔ پھر دس مرتبہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ کہا کرو حق تعالیٰ فرماتے ہیں ہاں میں نے تجھے بخش دیا تیری مغفرت کر دی۔(فضائل ذکر)

۸۔لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ(ترمذی)

فضیلت

سیدالمرسلین ﷺ نے فرمایا یہ کثرت سے پڑھا کرو۔ یہ کلمات جنت کے خزانوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے ستر تنگیاں دور فرماتے ہیں اور ایک جگہ ہے ستر بلائیں دور فرماتے ہیں۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ یہ کلمہ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے۔ جن میں سب سے کم درجے کی بیماری فکر و غم ہے۔(مشکوٰۃ)

۹۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْماً .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شفیع المذنبین رحمۃ للعٰلمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود پڑھنا پُل صراط پر گزرنے کے وقت نور ہے اور جو شخص جمعہ کے دن اسی مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھے گا۔ اس کے اسی(۸۰) سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حضرت رویفع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص اس طرح کہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَالْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔(طبرانی)

۱۱۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ دعا کرے۔

جَزَى اللهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ تو اس کا ثواب ستر فرشتوں کو ایک ہزار دن تک مشقت میں ڈالے گا۔

مشقت میں ڈالے گا سے مراد ہے کہ ہزار دن تک اس کا ثواب لکھتے لکھتے تھک جائیں گے۔

کتاب: ''سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ '' مصنف: شورش کاشمیریؒ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے جواہر پارے

خطابت کے بارے میں شاہ جیؒ کے یہ خیالات حافظہ کی یادوں سے ماخوذ ہیں۔انہوں نے خطابت کی وادی میں چالیس برس سفر کیا اور لاکھوں فقرے زبان و بیان سے نکلتے رہے۔ان کے شرکاء سفر میں کوئی صاحبِ قلم ہوتا تو نطشے کی تالیف ''بہ قول زردشت'' کی طرح ایک ایسی کتاب تیار ہو جاتی کہ اردو خطابت صدیوں ناز کرتی۔افسوس ان کے افکار و کلام کا وہ سرمایہ ہواؤں میں گھل مل گیا۔نتیجتاً قرطاس و قلم خالی رہ گئے...... بہرحال اپنی یادداشتوں اور دوستوں کی روایتوں سے چند کلمات نذر قارئین ہیں۔

☆ عمر بھر مسلمانوں کے دروازے پر دستک دیتا رہا۔جواب نہ آیا۔سوچتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی اجتماعی سرشت بوڑھوں کی ہمت، بچوں کی ضد اور عورتوں کی عقل سے تیار ہوتی ہے۔

☆ میرے اعضاء نے مجھ سے بغاوت کر دی ہے۔ہمت نہیں کہ آپ سے خطاب کروں۔ساری پونجی وہ نوجوان ہیں جو گھر سے اٹھا کر مجھے یہاں لے آئے۔حقیقتاً یہاں سزا کے طور پر کھڑا ہوں۔ان نوجوانوں نے سزا دی ہے اور میں نے سزا قبول کر لی ہے۔

☆ ہم دونوں بیمار ہیں۔آپ بھی بیمار، میں بھی بیمار ہوں۔مجھے سچ بولنے کا عارضہ ہے، تمہیں سچ نہ سمجھنے کی بیماری ہے...... آیئے! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دونوں کو شفا دے ورنہ......

جی کا جانا ٹھہر گیا ہے صبح گیا یا شام گیا

☆ میں بیان کرتا ہوں، بیان نہیں دیتا۔میری ساری زندگی کا خلاصہ یہی ہے، مسلمانوں کی تاریخ کے بالاستیعاب مطالعہ نے مجھے یہ رائے قائم کرنے میں بڑی مدد دی ہے کہ ان کی پوری تاریخ کا لب لباب یہ ہے کہ وہ ڈنڈے والے کے آگے آگے اور پیسے والے کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔

☆ شاہ جیؒ کے چل چلاؤ کا زمانہ تھا۔اکثر و بیشتر محسوس ہوتا دل گرفتہ ہیں۔ایک دن کسی نے کہا ''شاہ جیؒ! اس قوم نے آپ کو کچھ نہیں دیا؟''

فرمایا: ''پہلے کس کو دیا ہے کہ مجھے دیتی۔میں نے جو کچھ کیا اللہ کے لیے کیا'' ایک صاحب بولے:

''بہرحال اتنی طویل جد وجہد کا صلہ یہ ہو تو شکستیں دل پر داغ چھوڑ جاتی ہیں۔''

فرمایا: ''مجھے اپنی قوم سے کوئی امید نہ تھی۔ اگر وہ بہتر سلوک کرتی تو حیرت ہوتی۔ اس قوم نے میرے باپ سے جو کربلا میں کیا اور میرے نانا سے جو مکہ میں کیا، وہ گویا میرا ورثہ تھا۔ اس قوم کو وہی کرنا چاہیے تھا جو میرے خاندان سے کرچکی اور میرے اسلاف سے کرتی رہی ہے۔ جو کچھ میرے ساتھ ہوا اس سے مطمئن ہوں۔ سلوک مختلف ہوتا تو متعجب ہوتا۔ البتہ اس قوم کے انجام سے متفکر ہوں۔ مبادا یہ قوم...... برعظیم سے محو نہ ہو جائے۔''

☆ سلطان ابن سعود نے حجاز میں جلسے کروانے شروع کیے تو برعظیم کے ان علماء ومشائخ نے آسمان سر پہ اٹھالیا جن کے پیروؤں نے ان سے تعویذ لے کر زندہ عربوں کو کوجلایا اور پہلی جنگ عظیم میں بھرتی ہو کر خلافت عثمانیہ کو تاراج کیا تھا۔ شاہ جیؒ اور ان کے رفقاء ابن سعود کے طرفدار تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ابن سعود کے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے، وہ انگریزوں کی سیاست کاری ہے اور اب وہ لوگ فتنہ اٹھا رہے ہوں جو پہلی جنگ عظیم میں انگریزوں کے ریکروٹنگ ایجنٹ تھے۔

☆ شاہ جیؒ بھی وہابی ہونے کی زد میں آگئے۔ ڈیرہ غازی خان میں ختم نبوت کے مسئلہ پر تقریر کر رہے تھے۔ کسی نے سوال کیا:

''حضرت قبوں سے متعلق کیا خیال ہے؟''

مجمع پیر پرست اور قبر پرست...... فرمایا:

''روضہ تو ایک ہی ہے اور وہ ہے گنبدِ خضریٰ تلے سونے والے کا، اس کے بعد کوئی دوسرا روضہ شرک فی النبوت ہے۔'' لوگ تھے کہ واہ واہ کر اٹھے۔ سبحان اللہ، جزاک اللہ فی الدارین۔

☆ عمر بھر قرآن سناتا رہا ہوں۔ میں نے جس محاذ پر کام کیا، قرآن ساتھ رکھا اور کبھی افتراق بین المسلمین کے لیے استعمال نہیں کیا۔ اس سے انسانوں کو لڑایا نہیں، ملایا ہے۔

☆ اگر دنیا سے قرطاس وقلم ختم ہو جائیں تو بھی یہ کتاب جوں کی توں رہے گی۔ یہ سینوں کی کتاب ہے۔ دنیا میں کسی کتاب کی اشاعت اتنی نہیں ہوئی جتنا قرآن کے حافظ ہوئے ہیں اور اب بھی ہیں۔

مجھے فکر ونظر کے لیے کسی کتاب کی ضرورت نہیں، میں قرآن پڑھتا ہوں اور قرنِ اوّل میں گھومتا ہوں۔ جس کتاب سے انسان میں فقر واستغنا اور جہد وغیرت پیدا ہو، وہ سب سے بڑی کتاب ہے اور قرآن کے سوا کوئی دوسری کتاب ایسی نہیں ہے۔

☆ انبیاء نہ آتے تو کائنات ایک ایسی کتاب ہوتی جس کے ابتدائی اور آخری صفحات کھو گئے ہوں۔ یہ چیز انبیاء ہی کی معرفت بنی نوع انسان کو ملی ہے کہ انسان اور اس کے رب کے مابین کیا رشتہ ہے۔

☆ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، رسالت مآب ﷺ کی دعوت پر قائم شدہ معاشرے کے ابتدائی فرد تھے۔ انہیں دعوتِ رسول ہی نے تیار نہیں کیا تھا بلکہ ان کی تربیت میں نگاہِ رسول شامل تھی۔ جو لوگ ان مقدس ہستیوں پر اعتراض کرتے۔ وہ رسالت مآب ﷺ کی ہیٹی (خاکم بدھن) کرتے ہیں کہ اللہ کے آخری پیغمبر اپنے رفقاء کو بنانے اور پہچاننے سے قاصر رہا۔ اس طرح وہ لوگ حضور ﷺ کی نبوت پر بالا رادہ حملہ آور ہوتے ہیں۔ اگر رسالت مآب ﷺ اپنے رفقاء کے دل میں

قرآن نہ اتار سکے تو پھر کون رہ جاتا ہے۔ جس کے متعلق یہ کہنا ممکن ہے کہ اس کی بدولت فلاں عہد کے انسانوں نے اپنے تئیں اسلام کے سپرد کیا تھا۔

☆ایک نے سوال کیا حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہما) میں کیا فرق ہے؟ فرمایا اس قسم کے سوال نہ کیا کرو۔ سوالات میں چور ہو تو دل کافر ہوتا ہے...... خدیجہؓ محمد بن عبداللہ کی بیوی اور عائشہؓ محمد رسول اللہ کی زوجہ تھیں۔ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متعلق دل کا چور نکال دو۔ حضور (ﷺ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) ہی کے حجرہ میں آرام فرما رہے ہیں۔ حضور ﷺ پیار سے انہیں حمیرا کہہ کر پکارتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کے لیے جبرائیل نے قرآن کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر صفائی دی ہے۔

☆ جو لوگ اس سے پریشان ہوتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین میں آخری خلیفہ کیوں تھے؟ تو گویا ان کے نزدیک آخری ہونا بمنزلہ اہانت ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ رسول اکرم ﷺ آخری نبی تھے۔

☆ کسی قصبہ میں تقریر کرنے جا رہے تھے۔ دیکھا تکیہ میں کچھ لوگ چرس پی رہے ہیں اور چلم کا کش لگا کے یا علی مدد کا نعرہ لگاتے ہیں۔ رک گئے، انہیں جھنجھوڑتے ہوئے کہا ''کیوں میاں! حضرت علی (رضی اللہ عنہ) چرس پیا کرتے تھے؟ چرس پی کر میرے باپ کا نام کیوں لیتے ہو؟ اپنے باپ کا نام لو۔''

☆ کسی نے سوال کیا:

''شاہ جی! علی اور عمر (رضی اللہ عنہما) میں کیا فرق ہے؟''

فرمایا: ''بڑا فرق ہے علیؓ حضور کے مرید تھے۔ عمرؓ مراد...... اور سب خود حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔ لیکن عمرؓ کو اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا۔''

☆ سوال کیا: ''حضرت فاطمہ اور ان کی دوسری بہنوں رقیہ، ام کلثوم اور زینب (رضی اللہ عنہم) میں کیا فرق ہے؟''

فرمایا: ''فاطمہ نبوت کے بعد کی صاحبزادی اور باقی نبوت سے پہلے کی صاحبزادیاں ہیں۔''

☆ نیا ادب، جدت نہیں، بدعت ہے۔ اس میں زیادہ تر کھلنڈرا پن ہے۔ ہر عہد کے بیان کا ایک اسلوب ہوتا ہے۔ ہمارے نئے لکھاری اسلوب بدل ڈالتے تو عیب نہ تھا۔ عصری روح کا اقتضاء ہوتا لیکن انہوں نے مطالب بھی بدل ڈالے اور ان کی جگہ جو نئے مطالب لائے۔ وہ محض تقلید، اخذ اور توارد ہیں اور تقلید بھی یورپ کے اس ہیجانی ادب کی جو مغرب میں معاشرہ و اخلاق اور دین و مذہب سے بغاوت کے نام پر جنا گیا ہے۔ اس قسم کا ادب کبھی مستقل نہیں ہوتا۔ یہ محض نعرہ بازی ہے جو ایک قوم، ایک عہد چھوڑتے وقت دوسرے عہد کی راہوں میں اختیار کرتی ہے۔ یہ انقلاب نہیں، نراج ہے...... غم و غصہ کی یادگار ہمارے شاعر و ادیب نہیں جانتے کہ تقلید ارتقاء کی دشمن ہے۔ اس سے جمود پیدا ہوتا اور انقلاب ٹھہر جاتا ہے۔ ان لوگوں نے ادب کی پرانی قدروں سے بغاوت کے شوق میں ادب کے مسلمات بھی ترک کر دیئے ہیں۔ ہر قوم کی ایک زبان ہوتی، اس کا مزاج اور اس

مزاج کے رنگ ڈھنگ ہوتے ہیں۔ ہمارے ان ادیبوں اور شاعروں نے ان پر بھی ہتھوڑا چلایا ہے۔ یہ چیز عمدہ ہے کہ نئے ادب سے زنجیروں کے ٹوٹنے کی اواز آتی ہے لیکن حیرت ہے کہ ان ادیبوں کے ہاں ابلاغ کی روح نہیں جو ادب عوام کے لیے نہ ہو۔ وہ ادب نہیں پہیلی ہے۔ تعجب ہے کہ ادب میں عوام کی زبان کے استعمال پر زور دینے والے عوام کی زبان سے نابلد ہیں۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ جس قوم سے مخاطب ہیں اسے کس لہجہ سے پکارنا چاہیے اور اظہار کا وہ کون سا پیرایہ ہے جو ان کی زبان کا لازمہ ہے اور جس سے عوام حرکت میں آتے ہیں۔ نیا ادب عوام سے مغائرت کی بنیاد پر ہے۔ اس کے پروڈیوسر مارکیٹ میں نہ تو اس کی ضرورت کا احساس کرا سکے ہیں اور نہ اس کی مانگ پائی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے ایک خاص مزاج کے چند سو لوگ ادب میں عریانی کی تحریک لے کر لکد کوبی کر رہے ہیں۔ جدید ادب...... بالفاظ دیگر اردو میں ہپی ازم ہے۔ یہ لوگ بازار کے حسن کے تاجر ہیں۔ ان کے ہاں آگ اور لہو کی سفارت نہیں تجارت ہوتی ہے۔ یہ سرور نہیں نشہ بیچتے ہیں...... گھٹیا نشہ جس سے نئی پود ادب کی آڑ میں گناہ کا جواز لاتی ہے۔

شاہ جیؒ نے اس ادب کے نوادرات کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا۔ مثلاً یہی نظم ہے۔

چھن...... چھن...... چھن
چھنا چھن، چھنا چھن...... چھنن
چھن...... چھن...... چھن
چھنا چھن، چھنا چھن...... چھنن

فرمایا میں نے اس کے ناظم سے پوچھا...... اس شہ پارہ کا مطلب کیا ہے؟ کہنے لگے۔

یہ صوتی تصویر ہے۔ ایک محبوبہ آشنا سے ملنے کے لیے گھر سے نکلتی ہے تو اس کی رفتار چوری چھپے کی ہوتی ہے۔ چھن...... چھن...... چھن۔ پھر دائیں بائیں کے خطرات سے اپنے تئیں محفوظ پا کر آشنا کے مکان میں جھٹ سے داخل ہو جاتی ہے...... چھن۔ لوٹتے وقت اسی طرح چوری چھپے نکلتی اور اپنے گھر میں چھنن سے داخل ہو جاتی ہے...... چھن چھنن اس کے پازیب کی آواز ہے۔

فرمایا، اوّل تو یہ صوتی تصویر شاعری نہیں، کچھ اور ہے...... خیال کی بد کرداری ہے اور اگر شاعری یہی ہے تو میں بوڑھا ہو کر بھی دن بھر میں کئی دیوان مرتب کر سکتا ہوں۔ جہاں تک اختصار کا تعلق ہے۔ اس سے بھی مختصر یعنی دو حصوں میں پوری کہانی کہی جا سکتی ہے۔ مثلاً

وصل کی شب اور ان کا کہنا
جاؤ بھئی ہم نہیں منتے

عوام سمجھ لیتے اور بات ادھوری نہیں رہتی۔ دو مصرعوں میں پوری کہانی لپٹی ہوئی ہے۔

''میں مولانا سید حسین احمد مدنی کا پیروکار نہیں''

ڈاکٹر اسرار احمد کی مجید نظامی کو یقین دہانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر کیچڑ اچھالنا بعض لوگوں کا مشغلہ بن گیا ہے ادارہ ''نوائے وقت'' اور اس کے چیف ایڈیٹر مجید نظامی صاحب نے بلا شرکت غیرے اس منصب پر فائز رہنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ کوئی پینسٹھ برس قبل مولانا مدنی رحمہ اللہ اور علامہ اقبال مرحوم کے درمیان ''مسئلہ قومیت'' پر ایک علمی بحث چلی تھی اقبال مرحوم نے انہی دنوں حضرت مدنی پر ایک تنقیدی شعر بھی کہا۔ لیکن علامہ طالوت مرحوم نے حضرت مدنی اور حضرت اقبال کے درمیان اس اختلاف کو ختم کرایا جو صرف غلط فہمی کی بنیاد پر ہوا تھا۔ پھر علامہ اقبال نے وہ شعر بھی قلم زن کر دیا مگر نوائے وقت اور نظامی صاحبان آج تک اس اختلاف کو ختم نہیں ہونے دے رہے۔ شاید یہ ان کا ذاتی مسئلہ ہے یا ان کا رزق اسی بحث و اختلاف سے وابستہ ہے۔

گزشتہ دنوں ایک تقریب میں جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ''نظامی عدالت'' میں از خود اپنے آپ کو حضرت مدنی کا ہمنوا ہونے کے الزام سے بری ہونے کی جو سعی فرمائی اور نظامی صاحب نے جواباً جو کچھ ارشاد فرمایا' اسے کسی طور سے بھی مستحسن قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس مکالمہ کی روداد نوائے وقت کی زبان ہی میں ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے مجید نظامی سے مخاطب ہو کر کہا میں مولانا مدنی کا پیروکار نہیں

لاہور (خصوصی رپورٹر + نامہ نگار) ادارہ ہم سخن ساتھی کی جانب سے معروف سرجن ڈاکٹر عامر عزیز کے اعزاز میں منعقدہ عشائیہ کے اختتام پر' چیف ایڈیٹر نوائے وقت جب تقریر ختم کر کے واپس اپنی نشست کی طرف آئے تو تنظیم اسلامی کے سربراہ ڈاکٹر اسرار احمد نے ان سے مخاطب ہو کر کہا: ''نظامی صاحب! میں مولانا حسین احمد مدنی کا پیروکار نہیں ہوں۔'' اس پر جناب مجید نظامی نے کہا کہ ''آپ منبر رسول پر کھڑے ہو کر مولانا مدنی کی تعریف کیا کرتے تھے صرف اس وجہ سے میں نے آپ کی جامع مسجد میں نماز پڑھنی چھوڑ دی۔'' مجید نظامی کے ان کلمات پر ڈاکٹر اسرار احمد دم بخود رہ گئے اور خالی خالی نظروں سے مجید نظامی کی طرف دیکھتے رہے۔

معلوم نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کو اپنی صفائی دینے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اور نظامی صاحب نے اپنے جوابی تاثرات میں ملک و قوم کی کونسی خدمات انجام دی ہیں۔

ایک قاری نے اس خبر کا تراشہ درج ذیل تبصرے کے ساتھ ارسال فرمایا ہے۔

''مجید نظامی صاحب کو چاہئے کہ جس مسجد میں نماز پڑھنے کا ارادہ کریں' خطیب سے پوچھ لیں کہ کیا تم حسین احمد مدنی کا ذکر اچھے الفاظ میں تو نہ کرو گے اور ڈاکٹر صاحب کو بھی یہ مناسب نہ تھا کہ وہ یہ کہتے اور پھر دم بخود رہنے کی کیا بات تھی؟ ترت جواب دیتے کہ مولانا حسین احمد مدنی کا ذکر کرنے سے آدمی کافر تو نہیں ہو جاتا کہ اس کے پیچھے نماز نہ ہو۔''

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا لازمی ہے

کتاب: ''تحفۃ المجوّدین''

تالیف: استاذ القراء قاری سید عبدالعزیز گردیزی/ قیمت:-/55روپے

ناشر: جامعۃ المسلمات دارالتجوید والقرأت قاری منزل، بندھانی کالونی لیاقت آباد۔کراچی

زیر مطالعہ کتاب میں سوال و جواب کی صورت میں مخارج وصفات الحروف اور تجوید کے قواعد واحکام بڑے آسان طریقے سے مبتدی بچوں کے ذہن نشین کرانے کے سلسلے میں ایک کامیاب کوشش کی گئی ہے۔کتاب کے آخر میں مفید قرآنی معلومات کا اضافہ بھی کردیا گیا۔مؤلف نے اپنی کتاب میں تجوید وقرأت کے تمام مسائل کو ایسے آسان پیرائے میں بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ پڑھنے سے مسئلہ سمجھ میں آجاتا ہے۔اس میں متعلّم اور معلّم دونوں کے لیے بہت آسانی ہے۔طلبہ کی ضرورت کی بعض ایسی چیزیں بھی بیان کی گئی ہیں جو تجوید کے عام رسالوں میں نہیں ملتیں۔بینائی سے معذوری کے باوجود مؤلف کی یہ اپنے موضوع پر ایک منفرد اور کامیاب کوشش ہے۔

جریدہ: ماہنامہ ''محدث'' (''فتنہ انکارِ حدیث نمبر'')

مدیر: حافظ حسن مدنی

اشاعت: اگست ستمبر ۲۰۰۲ء/ قیمت فی شمارہ: ۱۰۰ روپے/ ملنے کا پتا: ۹۹ ر جے، ماڈل ٹاؤن لاہور

''فتنہ انکارحدیث'' ان جدید پڑھے لکھے لوگوں کا پیدا کردہ فتنہ ہے جو نئی روشنی کے دلدادہ، مغربی تہذیب سے مرعوب ہیں۔دینی تعلیم سے ان کا واسطہ نام کو بھی نہیں۔برصغیر میں انکارِ حدیث کی ابتدا انگریزوں کے دور میں ہوئی۔اے کے بروہی کا قول ہے ''ہر قوم کی تہذیب اُس کی زبان کی آغوش میں پرورش پاتی ہے'' انگریزی زبان اور انگریزی لٹریچر کو ترجیح دینے والوں کا جب اوڑھنا بچھونا انگریزی ہوگا تو وہ بے چارے دینی علوم سے کیا حصہ حاصل کر پائیں گے۔حقیقت میں اس فتنے کی بنیاد سرسید احمد خاں نے رکھی جو برصغیر کے مسلمانوں کو انگریز کی فکری مرعوبیت تسلیم کرانے میں نمایاں ہے پھر اس کے بعد اُن کی ذریت میں ایزاد ہوتا چلا گیا۔پروفیسر اسلم جیراج پوری، نیاز فتح پوری، عبداللہ چکڑالوی، غلام جیلانی برق، غلام احمد پرویز، ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور ازیں قبیل لوگوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے جس زور شور سے ''دو قرآن''، ''دو اسلام'' میں انکار حدیث میں سر مارا تھا۔اسی شوراشوری کے ساتھ پھر وہ ''من کی دنیا'' میں سر نیہوڑائے ہوئے ایک شکست خوردہ دانشور کے طور پر دوبارہ اسلام کی فکری دنیا میں داخل ہوئے۔حافظ ایوب قادری مرحوم نے بھی ''حجیتِ حدیث'' کے موضوع پر بہت وزنی کام کیا ہے اور

منکرین حدیث کی خوب خبر لی ہے۔

جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ کا ایک قول ہے۔"فتنۂ انکارِ حدیث اور پرویزی تحریک، کمیونسٹوں کا شعبۂ اسلامیات ہے" برصغیر کے بعد مصر اس فتنے کا زیادہ شکار ہوا کہ وہ ان دنوں روس کے زیر اثر تھا۔ ردّ عمل کے طور پر وہاں اس کی تردید کے لیے زبردست لٹریچر بھی وجود میں آیا۔ صدر اسلام میں یہ فتنہ معتزلہ میں شروع ہوا اور اس وقت اس کی وجہ یونانی فلسفہ سے مرعوبیت تھی۔

انکارِ حدیث کے فتنے میں عقل پسندی کے گہرے رجحانات پائے جاتے ہیں۔ منکرین حدیث کا کہنا ہے کہ وہی احادیث قابل قبول ہیں جو عقل انسانی کو اپیل کرتی ہیں حالانکہ اصولِ حدیث میں اسماء الرجال کے نام سے باقاعدہ ایک معیار قائم ہے کہ ہر محدث نے روایات کو صحیح اسناد کے ساتھ جمع کیا۔ راوی کے کردار، اس کے حالات، اس کا خاندان اور اس کی معاشرتی زندگی پر مفصل بحث کرتے ہوئے، ہر روایت کو پرکھا اور پھر فیصلہ دیا کہ یہ روایت صحیح ہے یا ضعیف۔

ماہنامہ "محدث" کی اس خصوصی اشاعت "انکارِ حدیث" کے موضوع پر بارہ جیّد علماء کے مقالہ جات شامل ہیں۔ عصر حاضر میں تہذیبِ مغرب سے مرعوب مسلمانوں کو مزید گمراہ کرنے اور عام مسلمانوں کو حجیتِ قرآن کے گناہ میں مبتلا کرنے، مسلمانوں میں ذہنی انتشار اور افتراق پیدا کرنے کا کام مسٹر پرویز کے پیروکاروں نے سنبھال رکھا ہے۔ اس لحاظ سے فتنۂ پرویزیت کی روک تھام بھی از بس ضروری ہے۔ مدیر اعلیٰ حافظ عبدالرحمٰن مدنی اور مدیر حافظ حسن مدنی کی اس اہم موضوع پر یہ شاندار اشاعت واقعی قابلِ تحسین ہے۔

جریدہ: ششماہی "السیرۃ"

مدیر: سید فضل الرحمٰن / ضخامت: ۳۹۸ صفحات / قیمت: ۱۲۵ روپے

ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، اے۔17/4 ناظم آباد نمبر 4 کراچی

زیر نظر "السیرۃ" کا شمارہ خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ شائع کیا گیا ہے کاغذ سفید، پرنٹنگ معیاری اور سیرت کے وقیع مقالات پر مشتمل ہے۔ مولانا سید محبوب حسن واسطی کا "ختم نبوت اور تکمیل دین" اور ڈاکٹر عبدالفتاح عبداللہ کا نبی خاتم ﷺ ترجمہ و تلخیص مولوی مختار احمد خاصے کی چیز ہیں۔"اداریے میں" اسلامی نظام حکومت کے بنیادی خدوخال کے عنوان پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ مقتدر اعلیٰ، خلافت انسانی علم وحکمت، مشاورت، مشورے کی شرعی حیثیت آپ ﷺ کا صحابہؓ سے مشورہ کرنا، اختلاف رائے کی صورت میں فیصلہ کا اختیار، عدل وانصاف، عدل کی اہمیت، عدلیہ کی بالادستی، احتساب ومواخذہ، اقتصادی نظام، بیع اور سود کے نفع کی مثال، جہاد ودفاع، جنگ میں کامیابی کا راز، خارجہ امور کے عنوانات کے ساتھ مقالے کو مزین کیا گیا ہے۔ پروفیسر علی محسن صدیقی کا مقالہ "مدینے میں اسلام" بھی قابل قدر ہے۔

"فرہنگِ سیرت" کے عنوان پر "السیرۃ" کے مدیر حافظ سید فضل الرحمٰن نے بہت مفید کام کیا ہے۔ حروفِ ابجد کی

ترتیب سے اُن تمام عربی الفاظ کو ترتیب دے کر اُن کی وضاحت کی گئی ہے جن الفاظ کا تعلق رسول پاک ﷺ کی زندگی سے رہا ہے۔ چاہے وہ استعمال کی چیز ہو یا آپ کے صحابہ کرامؓ یا جگہ۔۸۲صفحات پر مشتمل واقعی یہ ایک لغت مرتب کی گئی ہے کہ صرف اسی کے مطالعہ سے سیرت پاک کے کئی الفاظ اور معلومات کا ایک ذخیرہ قاری کو حاصل ہوسکتا ہے۔

ایسی خوبصورت اور معلومات سے پُر اشاعت پر اس جریدے کے مدیر اعلیٰ سید فضل الرحمٰن اور نائب مدیر سید عزیز الرحمٰن واقعی مبارک باد کے مستحق ہیں۔(تبصرہ: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی)

کتاب: ''جمالِ یوسف''

مولف: مولانا عبدالقیوم حقانی/ضخامت:۴۰۳صفحات/ قیمت:۱۲۰روپے

ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، نوشہرہ (سرحد)

تاریخ کا یہ سنہری اصول تدریج و تخریج ہے کہ اصاغر اپنے اکابر کے خصائل و شمائل ضروری ترتیب و تدوین کے بعد نسل نو کے سپرد کرتے ہیں کہ وہ حیات مستعار میں بانکپن پیدا کرنے کیلئے رہنمائی حاصل کرے۔ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کا تذکرہ وسوانح کتابی صورت میں لاکر محترم مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ نے اسی اصول کو اپنایا ہے۔ پاکستانی نژاد نو پر ان کا یہ احسان ہے کہ انہوں نے ایسی نادرۂ روزگار عبقری شخصیت کے حالات زندگی پر قلم اٹھایا ہے جس کے فقر و درویشی، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اتباع سنت، محدثانہ جلال وکمال، تفقہ فی الدین، علمی وجاہت، اخلاقی محاسن، دعوت و تبلیغ کے کارناموں اور مجاہدانہ کردار پر ایک زمانہ شاہد عدل ہے۔ اعلائے کلمۃ الحق کیلئے ان کی مشکور مساعی نیز قادیانیت اور پرویزیت کے فاتحانہ تعاقب نے لوحِ تاریخ پر ان کی عظمت کے حسین وجمیل نقوش کندہ کر دیئے ہیں جو آنے والی نسلوں کیلئے نشانِ منزل کا حکم رکھتے ہیں۔ تصنیف و تالیف کے میدان میں ان کے رہوار قلم کا جادو وطن عزیز کے علاوہ دیگر ممالک خصوصاً بلاد عرب میں سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ درس و تدریس حدیث میں وہ اپنے استاد مکرم محدث کبیر حضرت علامہ محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا نقشِ ثانی تھے۔ اکابر میں ان کی محبوبیت سب سے سوا تھی۔ جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت بنوریؒ کا ملتان آنا ہوا تو حضرت امیر شریعت سے ملنے گھر تشریف لائے۔ کافی تعداد میں علماء کرام موجود تھے۔ حضرت مولاناؒ نے اس خیال سے کہ شاید حضرت امیر شریعت پہچان نہ پائیں تعارفاً کہا ''میں محمد یوسف'' حضرت امیر شریعتؒ دیکھتے سروقد کھڑے ہوگئے اور فرمایا ''نہیں انور شاہؒ'' اور ساتھ ہی حضرت بنوریؒ کی پیشانی پر محبت وشفقت اور حضرت انور شاہؒ کی عقیدت سے بھر پور بوسہ دیا۔

زیر نظر کتاب فی الحقیقت جمال یوسف ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن جیسے ملاحدہ اور مسٹر پرویز جیسے زنادقہ سے حضرت بنوریؒ کے مباحث اور ان کے تراشیدہ خبیثانہ سوالات و اعتراضات کے دندان شکن جوابات، علمائے مصر کے ساتھ مسئلہ سود پر گفتگو سے انہیں صحیح اسلامی فکر کا قائل کر کے پاکستانی ابلیسوں کی سازش کو ناکام بنانا تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی قیادت، مدارس

دینیہ پر ایوبی حکومت کے شب خون بری طرح ناکام بنانا ایسے کارہائے نمایاں کے علاوہ دلوں میں سوز وگداز کرنے اور آنکھوں کو بھگو دینے والے کئی ایک واقعات بھی اس کی زینت ہیں جس سے کتاب کی قدر و منزلت اور افادیت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے ہم جناب مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ اور القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ کو جمالِ یوسف کی تدوین و ترتیب اور اشاعت پر ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ (تبصرہ: سید یونس الحسنی)

مرکز احرار چیچہ وطنی میں توسیع کیلئے جگہ کی خریداری اور تعاون کی

اپیـــــل

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی نے اپنی تنظیمی و تحریکی اور تبلیغی و تعلیمی سرگرمیوں بالخصوص عصرِ حاضر میں نشر و اشاعت اور تحفظ ختم نبوت کے شعبوں میں اپنی سرگرمیوں کو مزید منظم و مربوط اور مؤثر بنانے کیلئے دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی میں توسیع کیلئے مدرسہ سے متصل پانچ مرلے سے زائد جگہ کا سودا کیا ہے جو چار لاکھ ساٹھ ہزار روپے میں طے ہوا ہے۔ زرِ بیعانہ ادا کر دیا گیا ہے جبکہ مارچ 2003ء کے آخر تک مکمل ادائیگی کرنی ہے (ان شاء اللہ)

جملہ اہلِ خیر سے تعاون کی اپیل ہے۔

ترسیل زر اور رابطہ و معلومات کیلئے

عبداللطیف خالد چیمہ ✲ دفتر مجلس احرار اسلام

دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی، ضلع ساہیوال۔ پاکستان

فون 0445-482253

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 1306- نیشنل بینک جامع مسجد چیچہ وطنی

(نوٹ: رقم بھیجتے وقت مد کی صراحت فرمائیں)

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

قسط نمبر

اکابر اسلام اور قادیانیت

جناب شفیق مرزا اپنی کہانی سناتے ہیں۔

قادیانیت سے اسلام کی دہلیز تک

''خدا گواہ ہے کہ جب میں نے حصولِ تعلیم کے لیے ربوہ کی سرزمین پر قدم رکھا تو میرے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات موجود نہ تھی کہ نبوت وخلافت کی جھوٹی رداؤں میں لپٹے ہوئے رویائے صادقہ اور کشوف کی دنیا میں ''سیر روحانی'' کا دعویٰ کرنے والے لاکھوں افراد سے ''دین اسلام'' کو اکنافِ عالم تک پہنچانے کے جھوٹے دعوے کرنے والے ان کی معمولی معمولی آمدنیوں سے چندے کے نام پر کروڑوں نہیں اربوں روپیہ وصول کرنے والے اور انہیں نان پر گزارہ کی تلقین کر کے خود ان کے مال پر گلچھرے اڑانے والے اندر سے اس قدر غلیظ اس قدر گندے اور اس قدر ناپاک ہونگے اور ایسی کسی تصوراتی لہر کا ذہن میں آنا فی الواقع ممکن بھی نہیں تھا۔ کیونکہ میرے والدِ محترم فوج سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ کے بعد نہ صرف یہ خود قادیانیت کے چنگل میں پھنس چکے تھے، بلکہ انہوں نے میرے دو بڑے بھائیوں کو بھی قادیانیت کے جانی، مالی، لسانی، حالی اور قلمی خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

ان حالات میں، مَیں نے ربوہ کی شورزدہ زمین پر قدم رکھا تو چند ہی دنوں میں میرے تعلقات ہر کہ ومہ سے ہوگئے اور ہمارے خاندان کی یہ اتنی بڑی احمقانہ ''قربانی'' تھی جسے وہاں ''اخلاص'' سمجھا جاتا تھا، اور اس کا برملا اعتراف کیا جاتا تھا۔ لیکن جوں جوں میرے روابط کا دائرہ پھیلتا گیا۔ اسی نسبت سے اس جبریت زدہ ماحول میں ربوہ کے باسیوں کی خصوصی اور دوسرے قادیانیوں کی عمومی بے چارگی اور بے بسی کا احساس میرے دل میں فزوں تر ہوتا گیا، اور اس پر مستزاد یہ کہ ''خاندان نبوت'' کے تمام ارکان اور بالخصوص مرزا محمود احمد کے بارے میں ایسے ایسے ناگفتہ بہ انکشافات ہونے لگے کہ ذہن ان کو قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتا تھا، کہ کہیں ایسا بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن جب میں نے پرانے قادیانیوں سے اس بارے میں مزید استفسار کیا تو پھر تو مشاہدات اور آپ بیتیوں کی ایک ایسی پٹاری کھل گئی کہ میری کوئی تاویل بھی ان کے سامنے نہ ٹھہر سکی اور میں اپنے مشاہدات کی جو تعبیر کر لیتا تھا کہ خلیفہ صاحب کے خاندان کے لوگ اور ان کے اردگرد رہنے والے تو بدکردار ہیں، لیکن وہ خود ایسے نہیں ہوسکتے، وہ خود بخود دھوا ہوکر رہ گئی۔

اس دوران قلب و ذہن، کرب و اذیت کی جس کیفیت سے گزر سکتا ہے اس سے میں بھی پورے طور پر گزرا۔ اس لیے اگر کسی قادیانی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ محض الزام تراشی اور بہتان طرازی صرف ان کا دل دکھانے کے لیے ہے تو وہ یقین جانے کہ بخدا ایسا ہرگز نہیں۔ یہ سارے دلائل تو میں بھی اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لیے دیتا رہا مگر دلائل کب مشاہدے اور تجربے کے سامنے ٹھہر سکتے ہیں' کہ یہاں ٹھہر جاتے۔ پھر سوچنے کی بات یہ بھی ہے کہ یہ الزامات لگانے والے کوئی غیر نہیں بلکہ خود قادیانی امت کے لیے جان و مال کی قربانیاں دینے والے اور اپنے خاندان اور برادریوں سے اس لیے کٹ کر رہ جانے والے لوگ ہیں کیا وہ محض قیاس اور سنی سنائی باتوں پر اتنا بڑا اقدام کرنے پر عقلاً تیار ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔

انسان جس شخصیت سے ارادت و عقیدت کا تعلق رکھتا ہے، اس کے بارے میں اس نوع کے کسی الزام کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتا، اور اگر وہ ایسا کرنے پر تل جاتا ہے۔ پھر سوچنا پڑیگا کہ اس شخصیت سے ضرور کوئی ایسی ''ابنارمل'' بات سرزد ہوئی ہے۔ کہ اس سے فدائیت کا تعلق رکھنے والے فرد بھی اس پر انگلی اٹھانے پر مجبور ہو گئے ہیں اور پھر یہ انگلی اٹھانے والے معمولی لوگ نہیں۔ ہر دور میں ''خاندان نبوت'' کے یمین و یسار میں رہنے والے ممتاز افراد ہیں۔ مرزا غلام احمد کے اپنے زمانے میں مرزا محمود احمد پر بدکاری کا الزام لگا۔ جس کے بارے میں قادیانیوں کی لاہوری پارٹی کے پہلے امیر مولوی محمد علی کا بیان ہے کہ یہ الزام تو ثابت تھا مگر ہم نے شبہ کا فائدہ دیکر مرزا محمود احمد کو بری کر دیا۔ پھر محمد زاہد اور مولوی عبدالکریم مباہلہ والے اور ان کے اعزہ اور اقرباء نے اپنی بہن سکینہ کے ساتھ ہونے والی زیادتی کے خلاف احتجاج کے لیے باقاعدہ ایک اخبار ''مباہلہ'' کے نام سے نکالا اور خلیفہ صاحب کے اشارے پر میر قاسم علی جیسے چھٹ بھٹوں نے ان کے خلاف ایسی طعنہ زنی کر کے اصل حقائق کو چھپانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد مولوی عبدالرحمٰن مصری، عبدالرزاق مہتہ، مولوی علی محمد اجمیری، حکیم عبدالعزیز، فخر الدین ملتانی حقیقت پسند پارٹی کے بانی ملک عزیز الرحمٰن، صلاح الدین، ناصر بنگالی مرحوم اور دوسرے بے شمار لوگ وقتاً فوقتاً مرزا محمود احمد اور ان کے خاندان پر ایسی نوعیت کے الزام لگا کر علیحدہ ہوتے رہے اور بدترین قادیانی سوشل بائیکاٹ کا شکار ہوتے رہے۔ ملازمتوں سے محروم اور جائیدادوں سے عاق کیے جاتے رہے۔ مگر وہ اپنے مؤقف پر قائم رہے۔ کیا محض یہ کہہ کر کہ یہ قریب ترین لوگ محض الزام تراشی کرتے رہے، اصل حقائق پر پردہ ڈالا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی ماں پر بدکاری کا الزام لگاتا ہے تو فقط یہ کہہ کر اس بات کو رد کر دینا کہ دیکھو کتنا برا آدمی ہے اپنی ماں پر الزام لگاتا ہے' درست نہ ہوگا۔ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اس کی ماں نے گول بازار کے کس چوراہے میں بدکاری کی ہے کہ خود اس کے بیٹے کو بھی اس کے خلاف، زبان کھولنا پڑی ہے۔ جس رفتار سے ان واقعات سے پردہ اٹھ رہا تھا۔ اتنی سرعت سے میرے اعتقادات کی عمارت بھی متزلزل ہو رہی تھی، اور میری زبان

ایک طبعی ردِعمل کے طور پر ربوہ کے اس دجالی نظام کی قلعی کھولنے لگ پڑی تھی، اور اس خباثت کو نیابت کہنے کے لیے تیار نہ تھی۔ مرزا محمود بارہ سال کے بدترین فالج کے بعد جہنم واصل ہوا۔ تو ربوہ کے قصرِ خلافت میں جس دو جانب کھلنے والے کمرے میں اس کی لاش رکھی ہوئی تھی میں بھی وہاں موجود تھا اور میرے دو ساتھی فضل الٰہی اور خلیل احمد جواب مربی ہیں، بھی میرے ساتھ ہاکیاں لیے وہاں پہرہ دے رہے تھے۔ میں نے مرزا محمود احمد کو انتہائی مکروہ حالت میں پاگلوں کی طرح سر مارتے اور کرسی پر ایک جگہ سے دوسری جگہ اسے لے جاتے ہوئے کئی مرتبہ دیکھا تھا۔ ربوہ کی معاشی نبوت پر پلنے والے اس حالت میں بھی اس کی ''زیارت'' کے نام پر لوگوں سے پیسے بٹورتے رہتے تھے، اور کہتے تھے کہ بس گزرتے جائیں، بات نہ کریں، حسب توفیق نذرانہ دیتے جائیں۔ اس دور میں اس کے جسم کی ایسی غیر حالت تھی کہ بیوی بچے بھی انہیں چھوڑ چکے تھے اور سوئٹزرلینڈ سے منگوائی گئیں نرسیں بھی دو ہفتے کے بعد بھاگ کھڑی ہوئیں تھیں۔ لیکن اب تو وہاں تراشی ہوئی داڑھی والا اور ابٹن وزیبائش کے تمام لوازمات سے بری طرح تھوپا گیا ایک لاشہ پڑا تھا۔''

شفیق مرزا صاحب صفحہ نمبر ۱۳۱ پر تحریر کرتے ہیں

''قادیانی خلافت کی نیلی فلموں میں مرزا محمود احمد ایک ایسا ہیرو رہا ہے جس کے ساتھ کسی ولن نے ٹکر لینے کی جسارت نہیں کی۔ ان پر جنسی بے اعتدالی کا سب سے پہلا الزام ۱۹۰۵ء میں لگا، اور ان کے والد مرزا غلام احمد نے اس کی تحقیقات کے لیے ایک چار رکنی کمیٹی مقرر کر دی جس نے الزام ثابت ہو جانے کے باوجود چار گواہوں کا سہارا لے کر شبہ کا فائدہ دے کر ملزم کو بچایا۔ عبدالرب برہم خان (۳۳۵۔اے پیپلز کالونی فیصل آباد) کا حلفیہ بیان ہے کہ اس کمیٹی کے ایک رکن مولوی محمد علی لاہوری سے انہوں نے اس بارہ میں استفسار کیا تو مولوی صاحب نے بتایا کہ الزام تو ثابت ہو چکا تھا۔ مگر ہم نے ملزم کو Banift of doubt (شک کا فائدہ) دے کر چھوڑ دیا تھا۔

۱۹۱۴ء میں جب گدی نشینی کی جنگ چھڑ گئی تو دہلی کی محلاتی سازشوں کے ماہرین نے ایک مذہبی جماعت کی سربراہی کے لیے بائیس سال کے ایک ایسے چھوکرے کو منتخب کر لیا، جس میں پیر کا بیٹا ہونے کے علاوہ کوئی خصوصیت موجود نہ تھی۔ ایسا برخود غلط اور خود غلط اور کندۂ ناتراش قسم کا آدمی عمر کے ہیجانی دور میں ایک ایسے منصب پر فائز ہوا جسے بظاہر ایک تقدس حاصل تھا۔ مرزا محمود نے تقدس کے اس کٹہرے کو اپنے لیے پناہ گاہ سمجھتے ہوئے جنسی عصیان کا وہ ہولناک ڈرامہ کھیلا کہ الامان والحفیظ۔ بلوغت سے لے کر مکمل طور پر مفلوج ہو جانے تک ہر چند سال کے وقفے کے بعد القابات کی رداؤں میں ملفوف اس پیرزادے پر مسلسل بدکاری کے الزامات مخلص مریدوں کی طرف سے لگتے رہے۔ مباہلے کی دعوتیں دی جاتی رہیں مگر ذہنی طور پر پورا ملحد اور بے دین ہونے کے باوجود اس کو کبھی بھی جرأت نہ ہوئی کہ کسی مظلوم مرید کی دعوتِ مباہلہ پر میدان میں نکلے جب بھی کسی ارادت مند نے واقفِ رازِ دروں ہو کر للکارا تو قادیانی گماشتوں اور معیشت

کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے مُلاؤں نے ایک طرف اخبارات و جرائد میں ہاہا کار شروع کر دی اور دوسری طرف اس محرم راز کو بدترین سوشل بائیکاٹ کا نشانہ بنایا گیا، اور اسے اقتصادی و معاشرتی الجھنوں میں مبتلا کرنے میں ہزاروں روپے خرچ کر کے جب کسی قدر کامیابی ہوئی تو اسے اپنے بدمعاش پیر کا معجزہ قرار دیا گیا

کوئی شخص اپنی والدہ پر الزام تراشی کی جرأت نہیں کرتا اور اگر خدانخواستہ وہ اس پر مجبور ہو جاتا ہے تو صرف یہ کہہ کر اس کو خاموش کرانے کی کوشش کرنا کہ دیکھو یہ بہت بری بات ہے، مناسب نہیں۔ اس امر کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے کہ کن المناک حالات سے دوچار ہوا کہ اسے اپنی اتنی عزیز ہستی کی اصل حقیقت کو دنیا کے سامنے پیش کرنا پڑا۔ پیر کی جلوتیں اگر خلوتوں سے نالاں ہوں تو مریدوں کا اسی سانچے میں ڈھل جانا ایک لازمی امر ہے۔ مرزا محمود احمد جب گدی نشین ہوا تو اس کے اپنے باوا کی نبوت کو نعوذ باللہ......ع

احمد ثانی نے رکھ لی احمد اوّل کی لاج

کے مقام پر پہنچایا۔ کبھی مسلمانوں کو اہل کتاب کے برابر قرار دیا اور کبھی انہیں ہندوؤں اور سکھوں سے مشابہت دے کر ان کے بچوں تک کے جنازوں کو حرام قرار دے دیا۔ قادیانیت کا غالب عنصر اس دور میں نچلے اور متوسط طبقے پر مشتمل تھا جو معاشی طور پر پسماندہ ہونے کی وجہ سے پیش گوئیوں کی فضا میں رہتے ہوئے چین محسوس کرتا تھا اور انگریز سے وفاداری کی قادیانی سند اس کی ملازمت کو محفوظ رکھتی تھی۔ جب نئی نبوت، تکفیر مسلمین اور ان کے جنازوں کا بائیکاٹ انتہا کو پہنچا تو مذکورہ بالا دونوں طبقوں نے قادیان کی طرف بھاگنا شروع کر دیا کہ وہاں رہائش اختیار کریں۔ کیونکہ جس معاشرے کو ایک ''نبی'' کے انکار کی بنا پر کافر قرار دے کر وہ علیحدہ ہوئے تھے۔ وہاں رہنا اب ان کے لیے ناممکن تھا۔ قادیان میں مرزا محمود نے اپنے خاندان کی مالی حالت کو بہتر بنانے کے لیے مریدوں کے چندے سے خریدی ہوئی زمین کچھ اپنے عزیزوں کے ذریعے نہایت مہنگے داموں فروخت کی اور کچھ صدر انجمن احمدیہ کی معرفت اپنے ماننے والوں کو گراں قیمت پر فروخت کی مگر رجسٹریشن کے ماتحت اس کا انتقال ان کے نام نہ کروایا گیا۔ اس طرح وہ اپنے معاشرے سے کٹ کر قادیانیت کے دام میں اس طرح پھنسے کہ

نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن

اپنی سوسائٹی سے علیحدہ ہو کر، اب ایک نئی جگہ پر نئے حالات کا لازمی تقاضا یہ تھا کہ وہ ہر جائز و ناجائز خوشامد کر کے پیر اور اس کے لواحقین کا قرب حاصل کرتے اور انہوں نے وقت اور حالات کے دباؤ کے تحت ایسا ہی کیا۔ مگر پیر نے مجبور مریدوں کی عزتوں پر ڈاکہ ڈال کر سینکڑوں عصمتوں کے آبگینے تار تار کر دیئے اور اگر کوئی بے بس مرید بلبلا اٹھا تو شہر سے نکال دینے اور مقاطعہ کر دینے کی دھمکیاں دے کر خاموش رہنے کی تلقین کی۔ فخر الدین ملتانی ایسے کئی لوگوں کا قتل

کرواکر دہشت کی فضا پیدا کی گئی مگر اس تمام فرعونی اہتمام کے باوجود مرزا محمود، اپنی پاکبازی کا ڈھونگ رچانے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ گاہے بگاہے اس دریا سے ایسی موج اٹھتی کہ ''ذُرّیتِ مبشرہ'' کے بارے میں جملہ ''الہامات'' ''کسوف'' اور ''رویاء'' دھرے کے دھرے رہ جاتے۔

یوں تو مرزا محمود کی زندگی کا شاید کوئی دن ایسا ہو جو بدکاری کی غلاظت سے آلودہ نہ ہو، اور جس میں اس پر زنا کاری کا الزام نہ لگا ہو۔ لیکن ذیل میں ہم ان الزامات و بیانات کا تذکرہ کرتے ہیں جن کی گونج اخبارات ورسائل ہی میں نہیں ملک کی عدالتوں تک میں سنی گئی اور اس کے ساتھ بعض بالکل نئی روایات بھی درج کرتے ہیں جو آج تک اشاعت پذیر نہیں ہوسکیں۔ قادیانی امت کی جنسی تاریخ پر اس سے پیشتر متعدد کتب آچکی ہیں لیکن وہ تقاضائے حالات کے ماتحت جس رنگ میں پیش کی گئیں، اس کی بہت سی وجوہ تھیں۔ آئندہ سطور میں ہم کوشش کریں گے کہ ان روایات کو ذرا وضاحت کے ساتھ پیش کریں اور اس سے پیشتر جو چیزیں اجمال سے بیان ہوئی ہیں ان کی تفصیل کردیں کیونکہ اگر اس وقت اس کام کو سرانجام نہ دیا گیا تو آنے والا مؤرخ بہت سی معلومات سے محروم ہوجائے گا۔ کیونکہ پرانے لوگوں میں سے جو لوگ صبح گئے یا شام گئے کی منزل میں ہیں، وہ نہ ان سے مل سکے گا اور نہ ان دل دوز واقعات کو سن سکے گا۔ جو خود ان پر یا ان کی اولاد پر گذرے ہیں یہ سب شہادتیں مؤکد بالعذاب قسموں کے ساتھ دی گئی ہیں اور یہ تمام لوگ قادیانی امت کے خواص میں سے تھے۔ ان میں سے اکثر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مشرف بہ اسلام ہوچکے ہیں مگر چند ایسے بھی ہیں جو پنی برین واشنگ کی وجہ سے کسی نہ کسی رنگ میں قادیانیت سے وابستہ ہیں مگر وہ قادیانی ''مصلح موعود'' کو پورے یقین رے وثوق اور پورے ایمان کے ساتھ جولیس سیزر کا مثیل، راسپوٹین کا بروز، اور ہرموڈیس کا ظلِ کامل سمجھتے ہیں اور ہر رالت میں اپنی گواہی ریکارڈ کرانے کے لیے تیار ہیں۔ ممکن ہے بعض لوگ یہ بھی خیال کریں کہ برائی کی اشاعت کا ریق مناسب نہیں۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس امر کو مدنظر رکھیں کہ یہ اظہار ان مظلوموں کی طرف سے ہے جن میں بعض کی اپنی عصمت کی رداچاک ہوئی اور اظہار حق کی پاداش میں ان پر وہ مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ دنوں پر رد ہوتے تو راتیں بن جاتیں، یہ اظہار ان مظلوموں کی طرف سے ہے جنہیں خدا نے بھی یہ حق دے رکھا ہے۔

''لا یحب اللہ الجھر با السّوء من القول الّا من ظلم''

(جاری ہے)

☆ ☆ ☆

عینک فریمی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆ یہاں کوئی بنیاد پرستی نہیں۔ (وزیر داخلہ فیصل صالح حیات)

''جی ہاں! آپ سب بے بنیاد ہیں''۔

☆ داڑھی والوں سے ڈرتا ہوں۔ (شیخ رشید)

داڑھی ہے کوئی خارِ مغیلاں تو نہیں!

☆ شوکت عزیز کو قبول کرنے کے لیے ہم پر کوئی دباؤ نہیں (چودھری شجاعت حسین)

''یہ الگ بات کہ ساری باتیں ہم نے پہلے طے کر لی تھیں''

☆ ڈاکٹر قدیر کو امریکہ کے دباؤ پر ہٹایا گیا۔ (ڈیوڈ البرائٹ)

قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند!

☆ شراب پر پابندی اور جمعہ کی چھٹی سے اسلام نافذ نہیں ہوتا۔ حقوق العباد زیادہ اہم ہیں۔ (حبیب اللہ شاکر)

''حقوق العباد یعنی''شراب، زنا، جواء، مکس گیدرنگ، عیاشی فحاشی......''

☆ مجلس عمل میں مُلاّ ہیں۔ اقتدار کی مرغی اُن سے دور رہے گی۔ (ناظم شاہ)

کہ اُن کے مرغ کو ایسی کسی مرغی کی حاجت نہیں۔

☆ ارکان کی خاطر نماز کا وقفہ نہیں کیا وہ پھر بھی میری بات نہیں سنتے۔ (سپیکر پنجاب اسمبلی)

اِسے اللہ کی پھٹکار ہی کہا جا سکتا ہے۔

☆ امریکہ میں پاکستانی پولیس افسروں کے جوتے اتروا کر تلاشی۔ (ایک خبر)

ملازم ہوں تو ایسے ہوں۔

☆ پاکستان کو کرپشن فری معاشرہ بنا دیں گے۔ (طاہر القادری)

''ہر طرف میرے چمکنے سے اندھیرا ہو جائے!''

☆ سابق صوبائی وزیر قانون رانا اعجاز۔ رمضان المبارک میں چائے اور دیگر لوازمات منگواتے رہے۔ گیارہ سو کا بل دلوایا جائے۔ (نائب قاصد کی اپیل)

یہ ہیں علماء سے بہتر مسلمان!

☆ باوردی صدر اور جمہوری وزیر اعظم ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ (منور حسن)

اس دور میں شہد بھی کڑوا، دودھ بھی کالا ہوسکتا ہے۔

☆ بیرونی ایجنسیوں کی مداخلت خطرناک ہوگی۔ (چودھری شجاعت حسین)

''ایف بی آئی نہیں۔ پاکستانی اداروں نے کارروائی کی (جمالی)

☆ جہنم میں جانے سے گھبرانے والے، اسلامی بنکاری اختیار کریں۔ (ڈاکٹر عشرت حسین۔ گورنر سٹیٹ بینک)

ایتھے آ جاؤ الفت اے اپنا ای گھر اے

نمازاں نہ روزے نہ رب دا ای ڈراے

☆ ایک تہائی عورتوں کو کور کمانڈر بنائیں نا۔ تب میں مانوں گی کہ عورتوں کو نمائندگی دی گئی ہے (عاصمہ جہانگیر)

اور جنگ کے دوران پتہ چلے کہ آدھی کور کمانڈرز......؟؟

☆ ملک میں بکاؤ لوگوں کی کمی نہیں۔ (شیخ رشید)

آئینہ ایام میں آپ اپنی ادا دیکھ!

☆ جنرل مشرف اپنی آخری نقاب اتار دیں (ق) ان ہی کی تخلیق ہے۔ (نوابزادہ نصر اللہ)

''پانچ سال کے بعد جنرل مشرف (ق) لیگ کے صدر ہوں گے (بی بی سی تجزیہ نگار)''

☆ امریکہ نے افغانستان میں اڑھائی لاکھ من کلسٹر بم گرائے۔ (رپورٹ ہیومن رائٹس واچ)

اور دہشت گرد افغانی ہیں!

نئی کتابیں

خطبات شورش
بے باک صحافی آغا شورش کاشمیری کے خطبات کا پہلا مجموعہ
مرتب حبیب الرحمن بٹالوی۔
قیمت -/200 روپے

فتنۂ جمہوریت
حکیم محمود احمد ظفر
قیمت -/150 روپے

مرد اور عورت کی نماز میں فرق
مولانا ابو ریحان سیالکوٹی
قیمت -/20 روپے

شاعر احرار خواجہ عبدالرحیم عاجز
احوال و کلام
تحقیق ڈاکٹر شاہد کاشمیری
قیمت -/200 روپے

سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ
ایک مظلوم شخصیت حقائق کے آئینے میں۔
حکیم محمود احمد ظفر
قیمت -/15 روپے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون: 061-511961

مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مناجات

ہوا ہوں حُبِّ دنیا سے میں اب بیزار یا اللہ
تلاطم میں سفینہ ہے کر اس کو پار یا اللہ
گناہوں کے سبب میں مبتلا خوابِ غفلت ہوں
نگاہِ لطف سے اپنی تو کر بیدار یا اللہ
ترے محبوب کی امت میں آئے ہیں کئی فتنے
غضب سے کر فناء ان کو میرے قہّار یا اللہ
تمنا ہے تو اتنی ہے کہ پہنچا دے مدینہ میں

نعت

شبِ وصل آئی نداء کملی والے
فلک پر کہا حق نے ''آ کملی والے''
سرِ عرش پہنچے حبیبِ خدا جب!
ہوئی چار سو ''مرحبا! کملی والے''

☆ ☆ ☆

شورش کاشمیری   مرسلہ: شیخ حسین اختر لدھیانوی

بازارِ سیاست

صرصر ہے یا بادِ صبا ہے اُف ری تمنا ہائے سیاست
دشت و چمن میں حشر بپا ہے اُف ری تمنا ہائے سیاست

وائے زمانہ حدِ نظر تک روک لیا حالات نے رستہ
سوچ رہا ہوں بات یہ کیا ہے اُف ری تمنا ہائے سیاست

منبر و مسجد جادہ و منزل دیر و حرم، کعبہ و کلیسا
ہر جانب دھوکا ہے دغا ہے اُف ری تمنا ہائے سیاست

آؤ چلیں تقدیر کو لے کر راہبروں سے کیا لینا ہے
راہزنوں نے گھیر لیا ہے اُف ری تمنا ہائے سیاست

ملاحوں سے کیا شکوئی ہو جب اپنی تقدیر یہی تھی
خود ہی سفینہ ڈوب رہا ہے اُف ری تمنا ہائے سیاست

کچھ غمِ دوراں کچھ غمِ جاناں، کچھ غمِ منزل کچھ غمِ جادہ
ٹوٹا ہوا دل نالہ سرا ہے اُف ری تمنا ہائے سیاست

لالہ و گل میں کیا رکھا ہے سرو و سمن میں آگ لگا دو
فطرت نے اعلان کیا ہے اُف ری تمنا ہائے سیاست

دور شفق کا سرخ جزیرہ آگ کے پرچم کھول رہا ہے
دھرتی سے طوفان اٹھا ہے اُف ری تمنا ہائے سیاست

ہم دل ریش مسافر شورش ہر نگری میں گھوم چکے ہیں
یہ منزل، یہ راہ نما ہے، اُف ری تمنا ہائے سیاست

سید کاشف گیلانی

ایمل کاسی کی شہادت پر

مُردوں کی سیاست زندہ ہے لاشوں کی حکومت زندہ ہے
اس پر بھی یہ دعویٰ ہے ہم کو دنیا میں شرافت زندہ ہے
ایمل کی شہادت کے صدقے یہ راز کھلا ہے دنیا پر
اسلام کا جذبہ باقی ہے ایماں کی حرارت زندہ ہے
جس دھج سے گیا وہ مقتل میں وہ دھج نہ زمانہ بھولے گا
تسلیم رسولِ برحق کی امت میں شجاعت زندہ ہے
یہ دور بہت سفاک سہی مایوس نہیں ہوں میں پھر بھی
ظالم کی رعونت کے آگے مظلوم میں جرأت زندہ ہے
اس دور میں اہل مغرب نے بدلی نہ اگر فطرت اپنی
پھر کون قیامت روکے گا دیکھو گے قیامت زندہ ہے
مجبور مسلماں سینوں میں طوفان چھپائے پھرتے ہیں
کفار شناسا ہیں ان میں پھر شوقِ شہادت زندہ ہے
جس قوم کی دہشت اتنی تھی کہ قیصر و کسری لرزاں تھے
وہ قوم ابھی تک دنیا میں اربابِ بصیرت زندہ ہے
کب جان کی پرواہ کرتے ہیں کب اہلِ ستم سے ڈرتے ہیں
اس دور میں بھی دیوانوں میں عقبیٰ کی محبت زندہ ہے
اسلام کی عظمت کی خاطر مر جائیں گے جب بھی ہم کاشفؔ
دنیا پہ عیاں ہو جائے گا اس روز حقیقت زندہ ہے

سائیں اللہ دتہ بھیروی

کی پئے کردے او

(پنجابی۔ہائیکو)

وڈّا چھوٹا ہر کوئی
اپنی ذات اچ کلّا اے
کہن نُوں محلّہ اے

☆

موت کولوں ڈردے نے
سو محافظ رکھ کے وی
گولی نال مردے نے

☆

بندہ پاہنویں مر جائے
دوسریاں دے بھلے لئی
کم کوئی کر جائے

☆

بندہ کلّا ہوندا اے
روٹی دی اک بُرکی لئی
پاگل جھلّا ہوندا اے

☆

گُڈیاں عجیب ہوندیاں نے
خواب مہنگے ویکھ دیاں
آپ غریب ہوندیاں نے

☆

دوسرے دے دکھ دا
احساس جِنّا ہوئے گا
دل سِنّا ہوئے گا

☆

جھوٹا وی اے کہندا اے
سچ کہن لئی
زہر پینا پیندا اے

☆

سوچاں تے گھبراواں میں
کجھ وی نئیں پلّے میرے
کیویں یار مناواں میں

☆

کرسی اُتّے مَردے او
عقل نُوں ہتھ مارو
کی پئے کردے او

سُن سائیں یُوں گیا
خورے کدی چوکھٹ اُتّے
چَین تیرا سَوں گیا

سید محمد کفیل بخاری کی ساہیوال آمد

ساہیوال 15 نومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری تے جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں نماز جمعتہ المبارک کے موقع پر خطاب کیا اور فضائل رمضان المبارک بیان کئے اور جامعہ رشیدیہ کی خدمات کو سراہا' بعدازاں واپڈا کالونی میں محمد نعیم صاحب نے ان کے اعزاز میں دعوت افطار کا اہتمام کیا جس میں عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا عبدالستار، قاری منظور احمد طیب، مولانا کلیم اللہ رشیدی، قاری سعید ابن شہید، چودھری محمد اشرف، چودھری ضیاء الحق اور دیگر احباب نے بھی شرکت کی۔

قادیانی طارق عزیز کے ذریعے پاکستانی سیاست میں خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں (خالد چیمہ)

لاہور (21 نومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم نشریات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ جنرل پرویز کے پرنسپل سیکرٹری طارق عزیز کے ذریعے قادیانی پاکستانی سیاست میں خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں۔ سیاستدانوں بالخصوص متحدہ مجلس عمل کو اس کا ادراک بھی کرنا چاہیے اور نوٹس بھی لینا چاہے وہ مرکزی دفتر احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں بزرگ احرار رہنما چودہری ثناء اللہ بھٹہ کی زیر صدارت منعقدہ افطار اجتماع سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ ایک طویل دورانیے والی خطرناک سازش کے ذریعے نئے سیاسی وحکومتی سیٹ اپ میں قادیانی اثر ونفوذ بڑھانے اور قادیانیوں کو ماورائے آئین تحفظ فراہم کرنے کے لئے طارق عزیز سرگرم عمل ہیں اور ایوانِ صدر میں ہوتے ہوئے سرکاری وقومی وسائل سے ارتدادی سرگرمیوں کو پرموٹ کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ سعودی سفیر کے ساتھ طارق عزیز کا چند دن پہلے متحدہ مجلس عمل کی ایک مقتدر شخصیت کے ساتھ ملنا بہت معنی خیز اور حیرت انگیز ہے۔ انہوں نے کہا کہ تعلیم اور صحت کے شعبوں میں ''بورڈ آف گورنرز'' کے قیام کا فیصلہ تعلیم اور غریب دشمنی کا آئینہ دار ہے انہوں نے کہا کہ عوام پر زبردستی بوسٹن پلان نافذ کرنے کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ تعلیم اور شعبہ صحت کی بربادی بوسٹن پلان کا حصہ ہے جو اصلاً بیرونی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صدر بش کا یہ کہنا فریب اور دھوکہ ہے کہ ان کی جنگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نہیں بلکہ دہشت گردی کے خلاف ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ طاقت کے نشے میں جو کچھ کر رہا ہے اس کا انجام بد اسی کو بھگتنا پڑے گا انہوں نے کہا کہ امریکی جارحیت اور انسان دشمنی کے خلاف پوری دنیا میں بیداری پیدا ہو رہی ہے اور یہ شہداء امارت اسلامی افغانستان کا صدقہ جاریہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر نئی حکومت نے امریکی غلامی کا طوق نہ اتارا اور اس کے لیے عملی اقدامات کی طرف پیش رفت نہ کی تو اسے قوم زیادہ دیر برداشت نہیں کرے گی۔

مسافرانِ آخرت

☆ سید اختر علی شاہ مرحوم: مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن اور جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ نیاز مند تھے۔ ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ مطابق ۴ ردسمبر ۲۰۰۲ء بروز بدھ ملتان میں انتقال کر گئے۔ مرحوم ایک شریف النفس، خاموش طبع، صحیح العقیدہ، انتہائی صالح اور ایثار پیشہ بزرگ تھے۔

☆ شیخ فضل الرحمٰن مرحوم: مجلس احرار اسلام ملتان کے مخلص کارکن اور شیخ عبدالرحمٰن مرحوم کے فرزند تھے۔ ۲ رشوال ۱۴۲۳ھ مطابق ۷ ردسمبر ۲۰۰۲ء کو انتقال کر گئے۔ مرحوم کے والد شیخ عبدالرحمٰن مرحوم بھی احرار کے بہادر کارکنوں میں سے تھے۔ قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کے ساتھ ساہیوال سنٹرل جیل میں ۱۹۷۱ء تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں اکٹھے قید رہے۔ مرحوم شیخ فضل الرحمٰن بھی اپنے والد کی طرح خلوص کے ساتھ احرار سے وابستہ رہے۔

☆ حافظ محمد ادریس مرحوم: حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے لاہور میں مستقل میزبان، مولانا محمد اکرم رحمہ اللہ کے فرزند اور جناب محمد عباس صاحب کے بھائی جناب حافظ محمد ادریس ۱۶ ردسمبر بروز سوموار لاہور میں انتقال کر گئے۔ مرحوم انتہائی شگفتہ مزاج، ملنسار اور وضعدار انسان تھے۔ علماء سے بے پناہ محبت اور خدمتِ دین کے جذبہ سے سرشار تھے۔

☆ نثار احمد مرحوم: مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم اور وفادار کارکن بھائی نثار احمد ۱۸ ردسمبر بروز بدھ طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ مرحوم دینی عقائد میں انتہائی پختہ اور دفاعِ صحابہ کی جدوجہد میں ایثار و استقامت اختیار کرنے والے مخلص کارکن تھے۔

☆ شیخ محمد اسلم لالہ (لدھیانوی) مرحوم: مجلس احرار اسلام ملتان کے ناظم نشر و اشاعت شیخ حسین اختر لدھیانوی کے چچازاد اور شیخ محمد حسن کے تایازاد شیخ محمد اسلم ۱۵ راکتوبر ۲۰۰۲ء بروز اتوار انتقال کر گئے۔

☆ خان اللہ یار خان مرحوم: جناب محمد ظفر صاحب کے دادا خان اللہ یار خان (ساکن بستی صبو دیہہ، تحصیل حاصل پور) بعمر ۱۵۰ سال رمضان المبارک میں انتقال کر گئے۔

☆ والدہ مرحومہ صوفی اللہ دتہ: شہلی غربی تحصیل حاصل پور میں ہمارے مہربان صوفی اللہ دتہ کی اہلیہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

☆ ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد خاص چودھری محمد افضل (ناگڑیاں، ضلع

گجرات) کی بیٹی رضائے الٰہی سے انتقال کر گئی۔

☆مجلس احرار اسلام (ناگڑیاں، ضلع گجرات) کے نوجوان کارکنان ومعتمدین حافظ محمد آصف گنجیال اور حافظ محمد عابد گنجیال کی نانی اماں وفات پاگئیں۔

☆محترم سید سلیمان بخاری (کونسلر حلقہ سید پور لاہور) کی دونوں خالائیں یکے بعد دیگرے انتقال کر گئیں۔

☆محمد احسان چیمہ مرحوم کی بیوہ، محترم عبداللطیف خالد چیمہ کی چچی اور عرفان اشرف چیمہ (لندن) کی خالہ ۱۴ر دسمبر کو چیچہ وطنی میں انتقال کر گئیں۔

☆مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ماموں حاجی عبدالحمید وریا ۲۳ر رمضان المبارک میں افطار سے چند منٹ قبل انتقال کر گئے۔

☆مدرسہ معمورہ ملتان کے باورچی صوفی بشیر احمد کے بہنوئی، رمضان المبارک کو مظفر گڑھ میں انتقال کر گئے۔

☆مجلس احرار اسلام ملتان کے معاون محترم مشتاق احمد (نیشنل واچ کمپنی، صدر بازار ملتان کینٹ) کی خوش دامن صاحبہ اور چودھری ذوالفقار صاحب کی والدہ ماجدہ ۷ر دسمبر ۲۰۰۲ء کو انتقال کر گئیں۔

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت و ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب مرحومین کی مغفرت اور درجات بلند فرمائے۔ اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

دعائے صحت

☆مولانا عبدالکریم ندیم (خان پور)

☆محمد عظیم صاحب (ملتان)

☆مولوی عبدالرحیم خان (فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان) کے والد محمد مختار احمد خان (لیہ)

☆والدہ صاحبہ شیخ نیاز احمد (سٹینڈرڈ بیکری، ملتان)

☆والدہ صاحبہ شیخ محمد جاوید صاحب (ملتان)

☆والدہ صاحبہ عبدالرحمٰن جامی (جلال پور پیر والا)

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ ان حضرات وخواتین کی صحت وعافیت کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو شفاء کاملہ عطاء فرمائے۔ (آمین)

کھانسی، نزلہ، زکام

کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج - آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد وخشک موسم یا گرد وغبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے - سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

تمام جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج ۔
جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔
جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔
اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔
ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج - صُدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری — ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
[illegible]

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے۔
www.hamdard.com.pk

قرشی

جوہر جوشاندہ

قدرتی جڑی بوٹیوں سے بنا قرشی کا جوہر جوشاندہ فلو، نزلہ اور زکام کی کیفیت میں فوری آرام پہنچاتا ہے۔

ایلوپیتھک دواؤں کے مضر اثرات سے پاک، محفوظ و مؤثر جوہر جوشاندہ خاندان کے ہر فرد کے لیئے یکساں مفید ہے۔

ایک کپ گرم پانی یا چائے میں ایک پیکٹ ملا کر استعمال کیجئے۔

فلو، نزلہ یا زکام پہنچائے فوری آرام

ڈسٹری بیوٹر: معاویہ ٹریڈرز جامع مسجد روڈ چیچہ وطنی۔ فون: 0445-610953

الکتاب گرافکس کمپیوٹر پبلشنگ سسٹم عاتکہ پرنٹرز

اَلْحَمْدُ لِلّٰه ہمیں طباعتی کام کا ادراک حاصل ہے اور معیار و دیانت داری کے اصول کو بنیاد کر جدید ترین رنگین و سادہ چھپائی کیلئے ہماری خدمات حاضر ہیں۔

کتب | رسائل | میگزین | ماہنامے

عربی انگریزی اردو زبان میں جدید ترین کمپیوٹر سسٹم پر ڈیزائن اور طبع ہونے کا قابلِ اعتماد اہتمام موجود ہے۔

نیز برانڈڈ، ان برانڈڈ کمپیوٹر، مانیٹر، سیل اینڈ سروس اور انسٹالیشن کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

الکتاب گرافکس کمپیوٹر پبلشنگ سسٹم عاتکہ پرنٹرز

E-mail:maisoon@paknet.com

پل شوالہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

Ph:061-584604

اعلیٰ پرنٹنگ و ڈیزائننگ کا بہترین مرکز

بہاء الحق پرنٹرز

4 کلر، جدید ترین پرنٹنگ اور کمپیوٹر آرٹ ڈیزائننگ کے لئے با اعتماد ادارہ

بہاء الحق پرنٹرز

پل شوالہ ملتان

فون: 0303-6669953

Al-Kitab Graphics Pul Shiwala o/s Bohar Gate Multan.Ph:061-584604